نائلہ طارق

مکمل ناول

وہ پاگل سی دیوانی سی

کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اس نے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا تھا اور دوسری نظر ان کے ہاتھوں میں موجود لباس پر ڈالی تھی۔

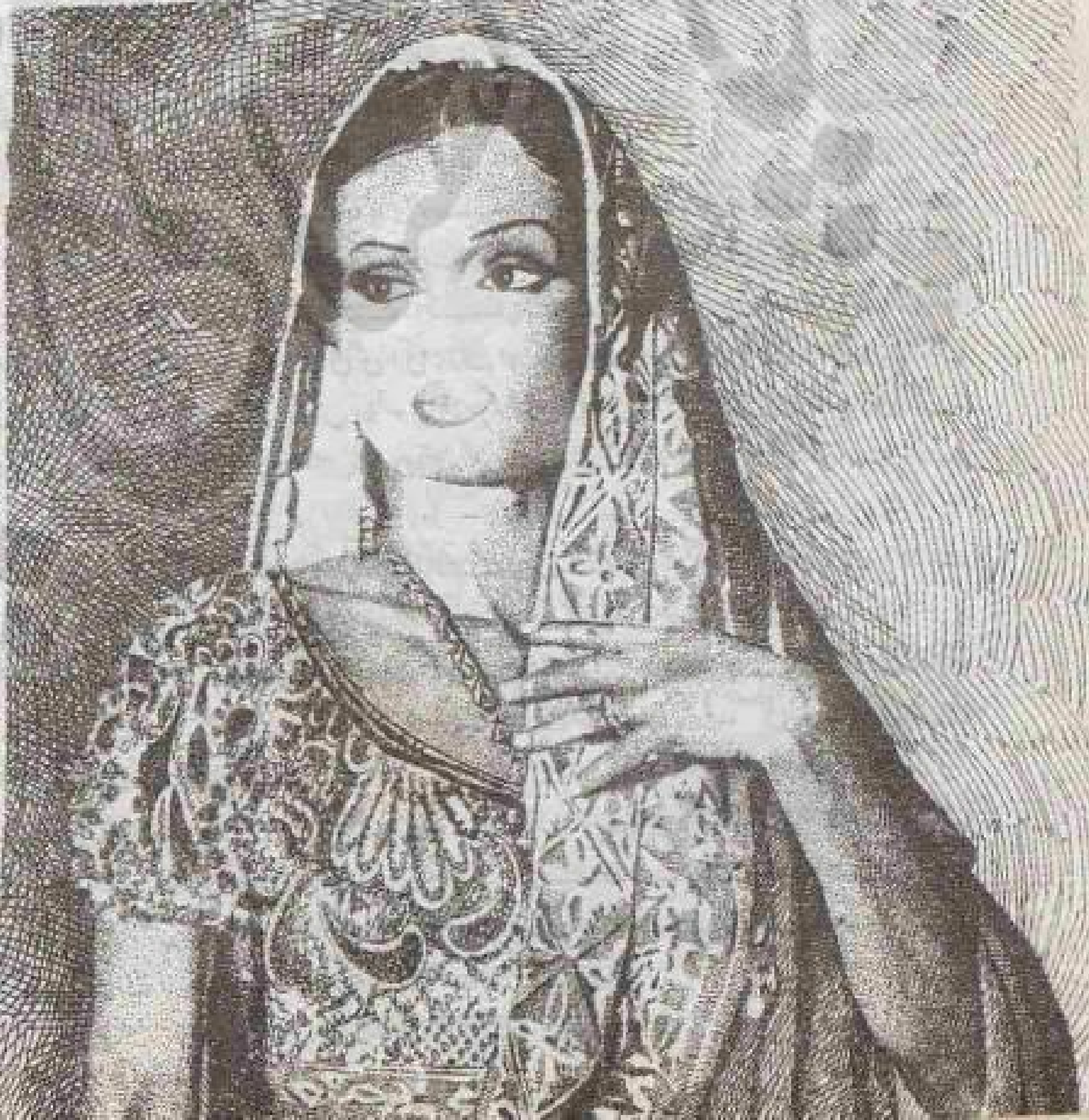

''شادی کی تقریب ہے اس کے لحاظ سے تم یہی کپڑے پہنو''۔اس کے بگڑتے تیوروں کو خاطر میں لائے بغیر انہوں نے وہ لباس بیڈ پر رکھ دیا تھا۔

''صاف کیوں نہیں کہتیں کہ اس تقریب میں میری نمائش ہونے والی ہے اس لئے آپ میرے لئے یہ لباس منتخب کر رہی ہیں''۔وہ بگڑ کر بولی تھی۔

''کرتی رہو فضول باتیں' کون مغز ماری کرے تم سے''۔اس کی ماں ناگواری سے اسے دیکھتی کمرے سے نکل گئی تھیں' بیڈ پر پھیلے کپڑے ایک جھٹکے سے پرے ہٹا کر بیٹھتے ہوئے اس نے میگزین اٹھا کر چہرے کے سامنے کر لیا تھا مگر اس کا کھولتا ہوا دماغ ایک ہی دائرے میں گھوم رہا تھا' جس سے نکلنے کے لئے وہ پچھلے ایک ہفتے سے ہاتھ پیر مار رہی تھی اس کے خیال میں پتا نہیں وہ کون سی منحوس گھڑی تھی جب اس دن اچانک بازار میں رائنہ اس کی ماں سے ٹکرا گئی تھی' وہ ان کی ایک کزن کی بیٹی تھی بہت قریبی رشتہ داری تو نہیں تھی مگر خاندان کی چند تقریبات میں آمنا سامنا ہو جاتا تھا' اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ بازار میں اس سے اور اس کی ماں سے ٹکراؤ ہو جانے کے بعد دوسرے ہی دن اس کے گھر آ جائیں گی' ان کی آمد پر اسے کوئی اعتراض نہیں تھا مگر جس مقصد سے وہ آئی تھیں اس نے کم از کم

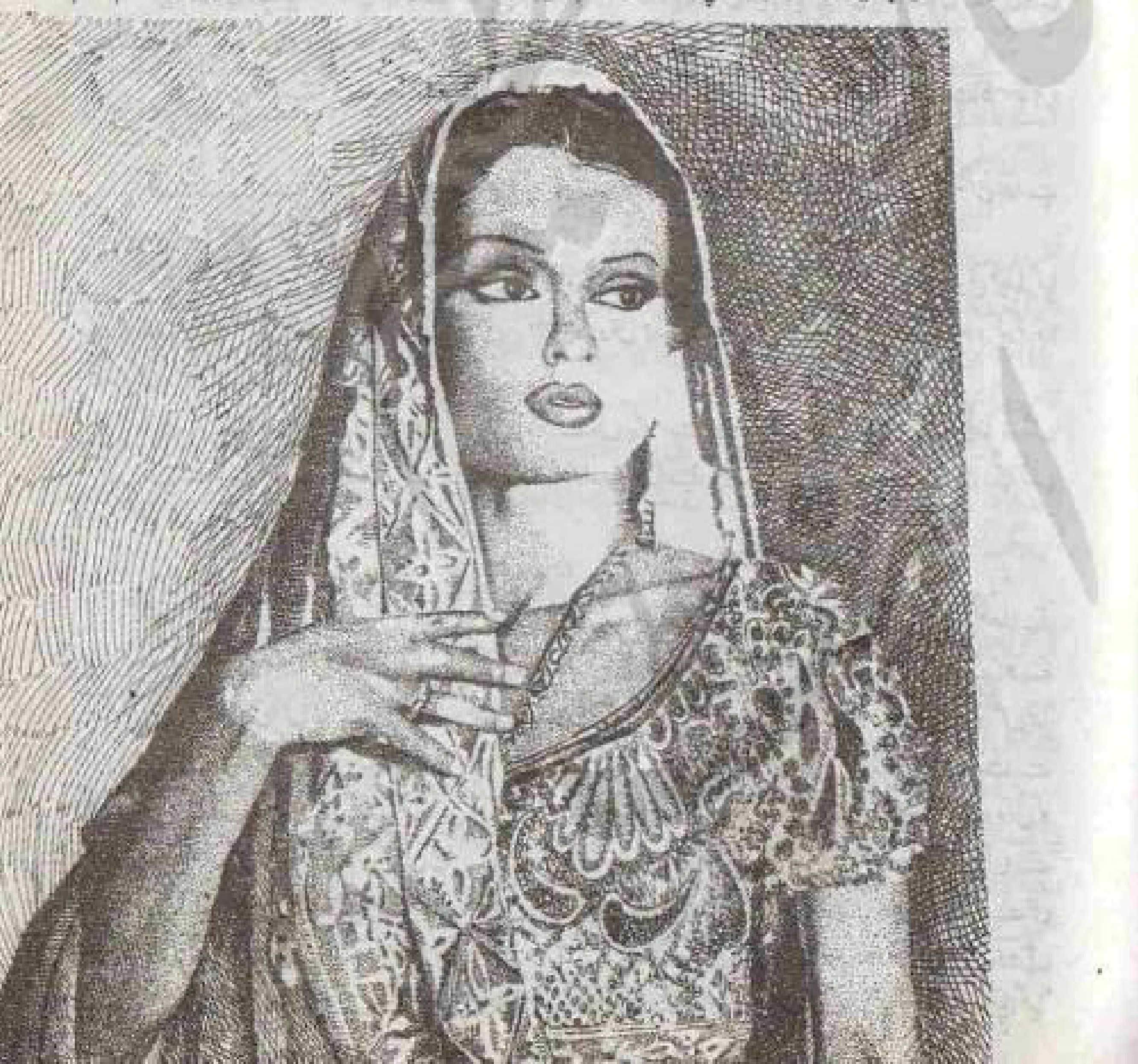

اسے تو جی جان سے جلا کر رکھ دیا تھا' رائمہ اسے اپنے دیور کے لئے پسند کر چکی تھیں اور جب باقاعدہ رشتہ دیا تو حقیقتاً اس کے ہوش اڑے تھے کہ گھر میں سنجیدگی سے اس رشتے کے بارے میں سوچا جا رہا تھا' میگزین کے ورق پلٹتی وہ کچھ دیر تک مزید پیچ و تاب کھاتی رہی تھی مگر پھر اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔

"یہ رائمہ باجی تو میرے حلق میں ہڈی بن کر پھنس گئی ہیں' میرا ہی نام پکڑ کر بیٹھ گئی ہیں آپ اور ابو بھی ان کی چکنی چپڑی باتوں میں آ رہے ہیں' میں کسی حال میں بھی آج اس شادی میں نہیں جانا چاہتی اور آپ زبردستی کر رہی ہیں میرے ساتھ"۔ کچن میں وہ اپنی ماں پر چیخ رہی تھی۔

"رائمہ کا تو صرف بہانہ ہے' ورنہ اس سے پہلے کبھی تم نے خاندان کی کسی تقریب میں خوشی خوشی شرکت کی ہے"۔ اس کی ماں نے ناگواری سے اسے دیکھا تھا۔

"مجھے کوئی پرابلم نہیں ہے آج اس تقریب میں شرکت پر' مگر میں جانتی ہوں وہاں وہ رائمہ بھی آ رہی ہے اس باسٹرڈ کے ساتھ"۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ...... میں تمہارے منہ پر تھپڑ ماروں گی' اگر دوبارہ اس غلیظ زبان میں یہ بات کی"۔ اپنی ماں کے غصیلے انداز پر وہ بس ابرو سکیڑے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"جس انسان کو تم نے کبھی دیکھا نہیں' اسے گالیاں دے رہی ہو' دوبارہ میرے سامنے ایسی جہالت کا مظاہرہ کر کے دیکھو تم"۔

"میں دوں گی اسے گالیاں' اس کی وجہ سے میرا کیریئر خراب ہو سکتا ہے' ابھی تو یونیورسٹی میں میرا ایڈمیشن ہوا ہے اور آپ یہ سب بھلا کر اس شخص کے بارے میں سوچ رہی ہیں"۔

"کوئی ابھی کچھ نہیں سوچ رہا ہے' اس سے پہلے بھی تمہاری مرضی کے خلاف تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ کیا ہے جو اب تم اس طرح اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی پریشان کر رہی ہو"۔ اس کی آنکھوں میں بھرتے آنسو دیکھ کر وہ ایکدم ہی نرم پڑ گئی تھیں۔

"آج تقریب میں رائمہ آ رہی ہے یا نہیں اس بارے میں کچھ مت سوچو' تم اس کی شکل بھی مت دیکھنا' نہ میں تمہیں اس سے بات کرنے کے لئے مجبور کروں گی' ختم کرو اور جا کر اپنے کپڑے پریس کرو"۔ ان کے نرم لہجے میں وہ سر جھٹکتی کچن سے نکل گئی تھی۔

☆

وسیع و عریض سبزہ زار میں رونق عروج پر تھی' نمیل کے گرد وہ بیزاری سے بیٹھی چلتے پھرتے ہنستے کھلکھلاتے چہروں کو دیکھ رہی تھی جبکہ اس کی ماں ایک خاتون سے باتوں میں مصروف تھیں' ادھر ادھر نظریں دوڑاتے ہوئے یکدم ہی اس کی نظریں اس جانب ٹھہر گئی تھیں جہاں اسے رائمہ کا مسکراتا چہرہ دکھائی دیا تھا' چونکنے کی وجہ وہ شخص تھا' جس کی وہ پشت ہی دیکھ سکتی تھی' رائمہ اس شخص کا بازو پکڑے کچھ کہہ رہی تھیں جبکہ وہ شخص اپنا بازو ان کی گرفت سے نکالتا وہاں سے جانے کی کوشش کر رہا تھا' اس کی چھٹی حس بیدار ہوئی تھی جو وہ مشکوک نظروں سے اس کارروائی کو دیکھ رہی تھی' رائمہ پتا نہیں اس شخص کو کس چیز کے لئے مجبور کر رہی تھی کہ وہ شخص نفی میں سر کو حرکت دیتا' وہاں سے بھاگنے کے لئے پر تول رہا تھا' تب ہی رائمہ کی نظر اس پر پڑی تھی جسے اپنی جانب متوجہ دیکھ کر انہوں نے دور سے ہی بڑی گرمجوشی کے ساتھ ہاتھ ہلایا تھا' غیر ارادی طور پر وہ شخص بھی پلٹ کر اس کی جانب متوجہ ہوا تھا' بس ایک دو پل کے لئے نظریں براہ راست ملی تھیں' اگلے ہی پل وہ رائمہ کے روکنے کے باوجود سرعت کے ساتھ وہاں سے چلا گیا'

جبکہ اس کے پیچھے ہی جاتے ہوئے رائمہ نے کھل کر مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا جو دنگ بیٹھی تھی' یہ یقین تو اسے ہو چکا تھا کہ وہ شخص رائمہ کا دیور ہی ہے اور یقیناً وہ اس کا دیدار دور سے ہی اپنے دیور کو کروا رہی تھیں مگر وہ بھاگ کیوں گیا......؟ یہ سوچتے ہوئے وہ پریشان ہوئی تھی کچھ دہل کر اس نے بیگ میں سے آئینہ نکال کر اپنے چہرے کا جائزہ لیا تھا اور شکر کا سانس لیا تھا کہ لائٹ سے میک اپ میں وہ اتنی بھیانک بھی نہیں لگ رہی تھی' متلاشی نظروں سے اس نے دیکھنے کی کوشش کی تھی' مگر اتنے لوگوں میں نہ وہ شخص اسے دکھائی دیا تھا نہ ہی رائمہ' مرد و خواتین کا رش دیکھ کر ہی اس کی طبیعت گھبرا گئی تھی واپسی کے لئے پلٹی ہی تھی کہ رائمہ سے ٹکراؤ ہو گیا تھا' بمشکل چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے اس نے ان سے سلام دعا کی تھی اور کھسکنے ہی والی تھی جب انہوں نے اس کا ہاتھ تھاما تھا اور تیزی سے ایک جانب کھینچ لے گئی تھیں اور جہاں جا کر وہ رکی تھیں اس کے دل کی دھڑکن بھی رک گئی تھی کہ بالکل سامنے وہ شخص بھی کچھ گھبرایا سا نظر آ رہا تھا۔

"ہانی! یہ میرے دیور زارون ہیں' یہ اسلام آباد میں ہوتے ہیں جاب کی وجہ سے' تم نے ان کو پہلے کبھی دیکھا نہیں ہوگا"۔

"میں نے تو آپ کو بھی اپنی اب تک کی زندگی میں چند بار ہی دیکھا ہے رائمہ باجی!"۔ اس کے سنجیدہ انداز پر وہ ایک پل کو ٹھٹکی تھیں مگر اگلے ہی پل مسکرائی تھیں۔

"مجھے وہاں کوئی آواز دے رہا ہے تم رکو میں دو منٹ میں واپس آتی ہوں"۔ کچھ عجلت میں بولتی وہ سرعت سے آگے بڑھ گئی تھیں' ایک گہرا سانس بھر کر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی جو حق دق نظروں سے رائمہ کو دیکھ رہا تھا' جو ساڑھی سنبھالتیں ناک کی سیدھ میں دوڑ جا رہی تھیں۔

"آپ اپنے ایمان سے بتائیے کوئی آواز آپ کے کانوں تک آئی ہے جس نے ان کو پکارا ہو......؟" ترچھی نظروں سے ہانی نے اس سے پوچھا تھا جواباً وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے نظریں جھکا گیا تھا' جبکہ وہ مسکراہٹ چھپائے دلچسپی سے اس کے چہرے کی سرخ ہوتی رنگت کو دیکھ رہی تھی' پہلی نظر میں بھی دور سے ہی اس کی ایک جھلک متاثر کن تھی اور اس وقت تو وہ بالمقابل موجود تھی' وہ خود بھی سرو قد تھی مگر بلیک جینز اور رائل بلیو شرٹ میں ملبوس اس شخص کی قامت آئیڈیل تھی۔

"ویسے معاف کیجئے گا' آپ کی بھابی ایسی پکاؤ خاتون ہیں کہ میرے دماغ کا سسٹم چند دنوں میں بگاڑ کر رکھ چکی ہیں' بہت اچھا ہوا جو آپ اس شہر سے ہی نکل گئے' ورنہ دماغ کے بغیر گھوم رہے ہوتے"۔ اس کے جلے کٹے لہجے پر وہ بس دنگ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو معلوم ہے رائمہ باجی آپ کی شادی کی فکر میں مبتلا ہیں' خود تو بے چین ہیں اور اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کا بھی جینا مشکل کر رکھا ہے"۔ اس کے ناگوار لہجے پر اس بار بھی وہ بس دنگ تھا۔

"میں ہی ڈھونڈ دوں آپ کی پسند سے کوئی لڑکی......؟ اکثریت تو میری جان پہچان کی ہی ہے"۔ اس کے یکدم ہی آفر کرنے پر وہ کچھ پریشان ہوا تھا' مگر کچھ بول نہیں سکا تھا۔

"وہ دیکھیں' اس طرف جو پنک ڈریس میں لڑکی موجود ہے' میں اسے جانتی ہوں' ایسی پٹاخہ ہے کہ دس لوگوں پر یہ ایک ہی بھاری ہے"۔ وہ پتا نہیں کس جانب کھڑی لڑکی کا بائیو ڈیٹا فراہم کر رہی تھی جبکہ وہ حیران پریشان نظروں سے اسے ہی دیکھے گیا تھا' گہرے کاسنی رنگ کے خوبصورت لباس میں وہ شانوں پر پھیلا بڑا سا دوپٹہ بھی مستقل سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی' شانوں سے ذرا نیچے تک جاتے تراشیدہ بال بہت خوشنما دکھائی دے رہے تھے' اس کی

نظریں چمکتے جھمکوں میں اٹک گئی تھیں۔
"کیا خیال ہے آپ کا اس کے بارے میں......؟" اس کے دوبارہ اپنی طرف متوجہ ہونے پر وہ گڑبڑا کر نظروں کا زاویہ بدل گیا تھا۔
"میں سچ کہہ رہی ہوں یقین کریں یہ......" مزید بولتے ہوئے اس کی بات ادھوری رہ گئی تھی جب پیچھے سے یکدم ہی لگتے دھکے پر وہ بری طرح ڈگمگا کر سنبھلی تھی اور بری طرح شرمندہ ہو کر اپنا ہاتھ قریب موجود شخص کی گرفت سے نکالا تھا۔
"کس طرح چل رہے تھے تم......" وہ نہیں جانتا کہ اسے کیا ہوا تھا مگر وہ یکدم ہی غصیلے انداز میں اس لڑکے سے مخاطب ہوا تھا' جو بڑھتے رش میں غلطی سے ہی اپنا توازن کھو گیا تھا۔
"سوری...... مجھے خود کہیں سے دھکا لگا تھا تو ویری سوری"۔ شدید ندامت کے ساتھ بولتے ہوئے اس نے ایک بار پھر معذرت کی تھی اور آگے بڑھ گیا تھا' دوسری جانب اس کے غصیلے تاثرات دیکھتے ہوئے ہانی کی ساری شوخی بھک سے اڑ گئی تھی' پیشانی پر بل ڈالے وہ ہانی کی جانب متوجہ ہوا تھا اور اگلے ہی پل حیران بھی' جب وہ کچھ بھی کہے سنے بغیر پلٹ کر سرعت سے آگے بڑھتی چلی گئی تھی' ٹیبل کے گرد وہ اپنی ماں کے پاس ہی دبک کر بیٹھی تھی جب اس نے دیکھا تھا کہ زارون کے ساتھ اس کے والد اور بھائی دونوں ہی موجود باتوں میں مصروف تھے اور اسے بہت قریب ہی کہیں سے خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دی تھیں۔

☆

پھولے ہوئے چہرے کے ساتھ وہ اپنی ماں کے پاس آئی تھی جو مسکراتے چہرے کے ساتھ فون پر بات کرتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوئی تھیں۔
"ہانی آ گئی ہے تم اس سے بات کرلو"۔ وہ یقیناً دوسری جانب رائمہ سے مخاطب تھیں جبکہ ریسیور ان سے لینے کے بجائے وہ شدید خفگی سے ان کو دیکھ رہی تھی دو دن تک وہ اس کے سامنے آنسو بہا کر اسے مستقل جذباتی طور پر بلیک میل کرتی رہی تھیں اور اب اپنی بات منوا کر کس طرح مطمئن تھیں۔
"ٹھیک طرح سے بات کرنا"۔ ریسیور اسے تھما کر وہ کڑے لہجے میں تاکید کرتی ہوئی گئی تھیں۔
"ہانی! تم یقین کرو مجھے زارون سے بالکل بھی یہ امید نہیں تھی حالانکہ اس تقریب میں میرے اتنے اصرار کے بعد وہ ایک نظر تمہیں دیکھنے پر رضامند ہوا تھا اور جاتی ہو گھر آ کر اس نے سب سے پہلے مجھ سے کیا کہا تھا"۔ وہ بڑی دلچسپی کے ساتھ بتا رہی تھیں۔
"اس نے کہا کہ اب وہ دو تین ماہ بعد واپس آئے گا تو اس مختصر عرصے میں کسی طرح تمہارے گھر والوں کو میں شادی کے لئے راضی کرلوں' اپنی اس خواہش کا اظہار میرے سامنے کرتے ہوئے اس کا چہرہ کانوں تک سرخ ہو گیا تھا"۔ وہ کھلکھلا کر ہنس رہی تھیں۔
"آج وہ واپس جا رہا ہے اس لئے میں چاہ رہی تھی کہ تم دونوں کچھ باتیں کرلو وہ اس چیز کے لئے راضی نہیں ہو رہا تھا مشکل سے ہی کچھ کہہ سکے گا اس لئے تم ہی تھوڑی سی شرم ایک طرف رکھ کر اس سے بات کرلینا"۔ ان کی مسکراتی آواز پر وہ بری طرح کھول کر رہ گئی تھی۔
"یہ کیا کر دیا ہے آپ نے......؟ میں نے آپ کی مدد کرنی چاہی' اتنی اچھی لڑکی آپ کے لئے پسند کی مگر آپ نے الٹا مجھے ہی پھنسا دیا"۔ اس کی آواز سنتے ہی وہ شکایتی لہجے میں بولی تھی۔

"میں نے کچھ غلط کر دیا ہے......؟" وہ دنگ ہو کر بولا تھا۔
"کچھ نہیں' بہت کچھ غلط کیا ہے میرے ساتھ آپ تو ہوا کے گھوڑے پر سوار ہیں مگر میرے ماسٹرز کا خواب تو ادھورہ رہ جائے گا' وہ بھی آپ کی وجہ سے"۔ وہ جھنجھلائے انداز میں بولی تھی۔
"آپ شادی کے بعد اپنی اسٹڈیز......"
"بس رہنے دیں' شادی کے بعد آپ کی خدمتیں کروں گی یا ڈگریاں لیتی پھروں گی"۔ وہ درمیان میں ہی بولی تھی۔
"اب میں کیا کروں یہ تو غلطی ہو گئی مجھ سے"۔ وہ واقعی فکرمند ہوا تھا۔
"نہیں اب...... اب ایسی بھی کوئی بڑی غلطی نہیں ہوئی ہے"۔ اس کے کچھ گڑبڑائے انداز پر وہ جواباً کچھ بول نہیں سکا تھا۔
"ایسا کریں دو تین سال کے لئے اس شادی کو آگے بڑھا دیں"۔ وہ بڑے اطمینان سے مشورے دے رہی تھی۔
"کیا ہوا آپ کس سوچ میں گم ہو گئے' دو تین سال کی تو بات ہے"۔ اس کی خاموشی پر وہ ناگواری سے بولی تھی۔
"دو یا تین......؟" وہ سوال کر رہا تھا۔
"تین...... تین سال......" وہ فوراً بولی تھی دوسری جانب وہ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد گویا ہوا تھا۔
"نہ دو نہ تین...... انشاء اللہ چند ماہ بعد ہی آپ سے روبرو ملاقات ہوگی' اپنا بہت خیال رکھئے گا خدا حافظ"۔ رکے بغیر وہ سنجیدگی سے بولا تھا اور کچھ سنے بغیر ہی رابطہ منقطع کر گیا تھا جبکہ وہ ریسیور پکڑے حق دق کھڑی رہ گئی تھی۔

☆

بے تحاشا سرخ گلابوں کے درمیان مدہوش کن مہک سانسوں میں اتارتے ہوئے اس نے ایک بار پھر خوبصورتی سے سجے کمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا تھا' مگر تھکن بڑھتی جا رہی تھی بیٹھے بیٹھے سارا وجود اکڑ کر رہ گیا تھا' پیاس سے حلق میں الگ کانٹے چبھنے لگے تھے' کچھ دیر تک اس نے انتظار کیا تھا اور پھر بمشکل اپنا بھاری عروسی لباس سنبھالتی بیڈ سے اتر گئی تھی' چند لمحوں کے لئے ڈریسنگ کے سامنے رک کر اس نے اپنا جائزہ لیا تھا اور پھر مطمئن ہو کر مزید آگے بڑھ گئی تھی جہاں گلاس ٹیبل پر پھل مٹھائیاں اور پتا نہیں کیا کچھ سجا رکھا تھا' پانی کے چند گھونٹ لے کر اس نے گلاس رکھا تھا' اور بڑی سی طشتری میں سے اپنا من پسند بیسن کا خوب صحت مند سا لڈو اٹھا لیا تھا' بڑے اطمینان سے وہ اس وقت لڈو کھا رہی تھی جب یکدم ہی عقب سے ابھرتی چاپ نے اس کے ہوش اڑائے تھے' بہت قریب سے ہی بھاری مگر مدھم ابھرتی آواز میں کوئی اس پر سلامتی بھیج رہا تھا' بمشکل لڈو نگلتے ہوئے وہ اس کی جانب پلٹی تھی جس پر نظر پڑتے ہی وہ اپنا سارا اعتماد کھو چکی تھی' آف وہائٹ لباس میں بے تحاشہ روشن چہرے کے ساتھ وہ اس کے ہوشربا نقوش دیکھ رہا تھا' جو مقابل کو چت کرنے والے تمام ہتھیاروں سے لیس تھی دوسری جانب لڈو سالم نگلنے کی وجہ سے یکدم ہی اسکے گلے میں پھندہ سا لگا تھا۔
"آپ پانی پی لیں"۔ بولتے ہوئے وہ سرعت سے ٹیبل تک آیا تھا جہاں پانی سے بھرا بلورین نازک جگ موجود تھا' پانی گلاس میں وہ نکال رہا تھا جب ملبوس کی سرسراہٹ کے ساتھ آرائشی زیورات کی جلترنگ نے اسے چونکا دیا تھا' اگلے ہی پل وہ سرعت اس کے پیچھے گیا تھا جو واش روم کی طرف تقریباً بھاگ رہی تھی' مگر اس کی یہ کوشش ناکام ہو چکی تھی' نہ تو وہ اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکال سکی تھی اور نہ ہی نظریں اٹھا کر ان نگاہوں کی جانب دیکھ سکی تھی جن میں اس

کے لئے محبت وارفتگی اور کیا کچھ نہیں تھا۔

☆

ڈرائنگ روم میں وہ اپنی کزنز کے ساتھ باتوں میں مشغول تھی' جب بلال کی مستقل پکار پر اسے باہر آنا پڑا تھا۔
''آپ کا سیل فون کہاں ہے؟'' وہ خشمگیں نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔
''میرا سیل فون کہاں ہے...... کل سے اب تک مجھے اس کا خیال ہی نہیں آیا''۔ بلال کے سوال پر وہ فکر مند ہوئی تھی۔
''صوفے پر کشن کے نیچے دبا ہوا تھا' کشن پر میرا سر تھا ابھی وائبریشن ہوئی تھی تو میں نے نکالا ہے زارون بھائی کی کال آئی تھی اور ذرا دیکھ لیں وہ کتنی بار کال کر چکے ہیں''۔ سیل فون اس کے حوالے کرتا بلال تو چلا گیا تھا جبکہ سیل فون چیک کرتے ہوئے وہ بے طرح پریشان ہوئی تھی اگلے پل اپنے کمرے کی سمت بڑھتے ہوئے اس نے زارون کو کال کی تھی۔
''سوری...... مجھے بالکل وقت ہی نہیں ملا سیل فون کی طرف دیکھنے کا اور......''
''تمہارے پاس مجھے یاد کرنے کا بھی وقت نہیں تھا''۔ اس کے گہرے سنجیدہ لہجے پر وہ بری طرح شرمندہ ہوئی تھی۔
''پانچ دن گزر چکے ہیں اور یہ پہلا موقع ہے جس میں تم مجھے خود کال کر رہی ہو''۔ وہ سنجیدگی سے اسے یاد دلا رہا تھا۔
''گزری پانچ راتوں میں ہر لمحہ میں انتظار کرتا رہا تھا کہ تم مجھے ڈسٹرب کرو گی' تمہیں لگتا ہے کہ تمہاری غیر موجودگی میں میں پرسکون نیند سو سکتا ہوں......؟'' اس کے سوالیہ لہجے میں کچھ تھا جو ہانی کے دل کی دھڑکن رکی تھی۔
''ہانی! میں آج آجاؤں تمہیں لینے......؟'' وہ کچھ اضطراب کے ساتھ شاید اجازت مانگ رہا تھا۔
''کل آپ آتو رہے ہیں مجھے آپ کے ساتھ ہی جانا ہے''۔ وہ کچھ کسمسا کر بولی تھی جس پر زارون کے گہری سانس بھرنے کی سرسراہٹ پر اس کی پیشانی عرق آلود ہونے لگی تھی۔
''ابھی میری کچھ کزنز آئی ہوئی ہیں''۔ سرخ چہرے کے ساتھ وہ بمشکل بولی تھی۔
''میرے لئے کب وقت ہوگا تمہارے پاس......؟'' وہ پوچھ رہا تھا۔
''ابو وغیرہ کے سامنے آپ سے میں ٹھیک طرح بات نہیں کر سکوں گی' اس لئے رات میں کال کروں گی' آپ ناراض تو نہیں ہیں......؟'' اس کی خاموشی پر وہ رک کر بولی تھی۔
''بالکل نہیں' لیکن اگر تمہیں لگ رہا ہے کہ میں ناراض ہوں تو جب کال کرو گی تو راضی کر لینا' یقین کرو تمہیں زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی میں فوراً مان جاتا ہوں''۔ اس کے غیر سنجیدہ لہجے پر وہ بے ساختہ کھلکھلائی تھی۔
''میری سماعتوں میں رس گھولنے کا شکریہ' اب جا کر اپنی کزنز کے پاس بیٹھو وہ تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی''۔ اس کے نرم لہجے میں ہدایت دینے پر ہانی نے خوش دلی کے ساتھ اسے خدا حافظ کہہ دیا تھا۔

☆

گہری نیند سے یکدم ہی اس کی آنکھ کھلی تھی' اس طرح لیٹے ہوئے اس نے ارد گرد کا جائزہ لیا تھا' وہ لاؤنج میں ہی صوفے پر موجود تھی اسے یاد آیا تھا کہ شام کو سر میں شدید درد کے باعث اسے ٹیبلٹ کھانی پڑی تھی جس کے بعد وہ یہیں ٹی وی دیکھتے دیکھتے کب سو گئی اسے خود بھی پتا نہیں چلا تھا' ایک نظر اس نے وال کلاک پر ڈالی

تھی اور کروٹ بدلتے بدلتے یکدم ہی رک کر دوبارہ وقت دیکھا تھا' رات کے تین بج چکے تھے اگلے ہی پل ایک جھٹکے سے اٹھ کر تقریباً بھاگتی ہوئی وہ اپنے کمرے کی طرف گئی تھی۔ پھولی سانسوں کے درمیان اس نے سیل فون چیک کیا تھا جس میں زارون کی کسی کال یا میسج کا نام و نشان نہیں تھا وہ یقیناً اس کی کال کا انتظار کرتا رہا ہوگا' اُڑے ہواسوں کے ساتھ وہ سانس روکے کال ریسیو کئے جانے کا انتظار کر رہی تھی اس نے شکر کا سانس لیا تھا جب کال ریسیو ہو گئی تھی۔
''آپ جاگ رہے تھے......؟'' وہ بمشکل بولی تھی۔
''نہیں...... انتظار کر رہا تھا''۔ اس کا لہجہ بے تاثر تھا۔
''میں آپ کو انتظار نہیں کروانا چاہتی تھی مگر......''
''مگر پھر بھی مجھے انتظار کی اذیت سے متعارف کرواتی رہی ہو...... بمشکل دو دن ہانی! مشکل سے دو دن تم میرے قریب رہی ہو''۔
''میں آپ کے کہنے پر ہی اپنے گھر آئی تھی''۔ درمیان میں بولتے ہوئے اس کی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا تھا۔
''ہاں...... کیونکہ میں چاہتا تھا کہ تم اس شہر سے دور جانے سے پہلے اپنے گھر والوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارو' یہ تو نہیں چاہا تھا کہ تم مجھے بھول جاؤ اور مجھے یاد دلانا پڑے کہ تمہاری زندگی میں اب میں بھی ہوں''۔ وہ مدھم مگر ناراض لہجے میں بولا تھا دوسری جانب وہ چاہتے ہوئے بھی کچھ بول نہیں سکی تھی۔
''ہانی! تم رو رہی ہو......؟'' وہ پریشان ہوا تھا۔
''میری کسی بات سے تمہیں تکلیف پہنچی ہے تو میں تم سے معافی مانگتا ہوں مگر اس طرح مت روؤ تم''۔
''میں آپ کو بھولی نہیں ہوں...... میری طبیعت کچھ خراب تھی میں نے ایک ٹیبلٹ لی تھی اس کے بعد مجھے وقت گزرنے کا پتا نہیں چلا تھا''۔ وہ روتے ہوئے ہی بتا رہی تھی۔
''مجھ سے غلطی ہوئی ہے کہ میں نے لاپرواہی کی ہے لیکن''۔
''نہیں تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے' قصور میرا ہے کہ تم میری وجہ سے رو رہی ہو''۔ وہ ندامت سے بولا تھا۔
''تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا' کیا ہوا ہے تمہیں......؟ زیادہ طبیعت تو خراب نہیں ہے......؟''
''نہیں' اب ٹھیک ہوں''۔ وہ مدھم آواز میں بولی تھی۔
''مجھے مطمئن کرنے کے لئے جھوٹ تو نہیں بول رہیں......؟'' وہ مشکوک ہوا تھا۔
''واقعی سچ کہہ رہی ہوں''۔ وہ بولی تھی۔
''ٹھیک تو اب ایسا کرو آرام سے سو جاؤ' تاکہ کل مجھے تم بالکل فریش نظر آؤ''۔
''میں سو جاؤں گی مگر پہلے آپ سے بات تو کر لوں''۔
''اب ساری زندگی مجھے تمہاری ہی باتیں سننی ہیں مگر اس وقت تمہیں آرام کی ضرورت ہے سو اب خدا حافظ کہہ دو''۔
''اچھا بس یہ تو بتا دیں آپ ٹھیک ہیں ناں......؟'' وہ پوچھ رہی تھی۔
''ام ہانی! آپ یہ سوال کل مجھ سے روبرو پوچھیئے گا یہ میری التجا ہے''۔
''نہیں میں غلطی سے بھی اب یہ سوال دوبارہ نہیں دہراؤں گی''۔ وہ دھیرے سے ہنسی تھی۔

⋄⋯⋯☆⋯⋯⋄

ایک بار پھر وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا جو ہر چیز سے لاتعلق باہر بھاگتے دوڑتے مناظر میں گم تھی۔

''ہانی اسڑک پر تمہیں ایسی کون سی چیزیں دکھائی دے رہی ہیں جو مجھ سے بڑھ کر ہیں......؟'' وہ پوچھ رہا تھا۔

''آپ کے لئے بھی تو ایسا بہت کچھ ہے جو مجھ سے اور میرے گھر والوں سے بڑھ کر ہے''۔ وہ سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔

''تمہیں یہ غلط فہمی کیوں ہوئی''۔ وہ حیران ہوا تھا۔

''آپ پہلی بار گھر آئے تھے کیا ہو جاتا اگر کھانے پر رک جاتے'سب کتنے ایکسائٹڈ تھے''۔ وہ بگڑتے تیوروں کے ساتھ بولی تھی۔

''ہانی! سب کچھ جاننے کے بعد بھی تم مجھ سے یہ شکایت کر رہی ہو''۔ سگنل پر گاڑی روکتے ہوئے وہ بے یقینی سے بولا تھا۔

''میں نے تمہارے سامنے سب کو یہ بتایا ہے کہ میرے دوست کا آج ایکسیڈنٹ ہوا ہے'لیکن میں پھر بھی اسے اتنی سیریس کنڈیشن میں چھوڑ کر تمہیں لینے آیا تھا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ تم سب میرا انتظار کر رہے ہو گے اور میں نے تمہارے سامنے سب سے معذرت بھی کی تھی کہ میں کھانے تک نہیں رک سکوں گا اس کے بعد بھی تم مجھ سے ناراض ہو''۔ وہ کچھ شکایتی لہجے میں بولا تھا۔

''مجھے اب مزید اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی ہے اس لئے خاموش ہو جائیں''۔ اس کے جھنجلائے انداز پر زارون کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے مگر وہ خاموش ہی رہا تھا دوسری جانب وہ یکدم ہی کچھ شرمندہ ہوئی تھی کن انکھیوں سے اس کے چہرے کو دیکھا تھا جو انتہائی سنجیدہ اور خطرناک خاموشی اختیار کر گیا تھا۔

''آپ کے دوست کیا بہت زیادہ انجرڈ ہیں''۔ کچھ دیر بعد اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا جوا باً وہ اس کی جانب متوجہ بھی نہیں ہوا تھا یہ جامد خاموشی گھر آنے تک برقرار رہی تھی وہ باہر ہی اسے ڈراپ کر کے یقیناً ہاسپٹل کی جانب روانہ ہو گیا تھا۔

⋄⋯⋯☆⋯⋯⋄

اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے وہ اس کی جانب ہی دیکھ رہی تھی جو اس کی جانب ایک نظر بھی ڈالے بغیر کمرے میں داخل ہوا تھا جبکہ وہ بغور اس کے موڈ کا اندازہ لگاتی آگے بڑھ آئی تھی جہاں وہ صوفے پر بیٹھا تھکے تھکے انداز میں جوتے اتار رہا تھا۔

''اب کیسی طبیعت ہے آپ کے دوست کی......؟'' اس نے مدھم لہجے میں پوچھا تھا۔

''اللہ کا شکر ہے اب وہ خطرے سے باہر ہے''۔ مکمل سنجیدگی کیساتھ اس نے جواب دیا جبکہ وہ چپ چاپ وارڈ روب کی سمت بڑھ گئی تھی اور ہینگ کئے کپڑے نکال کر زارون کے حوالے کرتی خاموشی سے کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔ گریبان کے بٹن بند کرتے ہوئے وہ واش روم سے باہر آیا تھا اور اگلے ہی پل دنگ ہوا تھا۔

''جلدی آ جائیں ورنہ کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا''۔ پانی کا گلاس ٹیبل پر رکھتے ہوئے وہ بولی تھی۔

''تم نے یہ سب کیوں کیا ہے......؟ میں خود کچن میں جا سکتا تھا''۔ وہ کچھ شرمندہ ہوا تھا۔

''جب میں موجود ہوں تو آپ خود کچن میں کیوں جاتے......؟''

''کیونکہ تم اس گھر کی نئی نویلی دلہن ہو' اگر کوئی تمہیں کچن میں دیکھ لیتا تو میری خیر نہیں تھی''۔ اس کے دونوں

ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لئے وہ چوم رہا تھا۔

''کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے......'' کچھ کسمساتے ہوئے وہ یاد دلا رہی تھی جسے اس نے سنا ہی نہیں تھا۔

''تمہیں اتنے دن خود سے دور رکھ کر شاید میں نے اپنی ذات پر ہی بہت ظلم کیا ہے' ترس گیا تھا میں اس خوشبو کے لئے''۔ اس کے مہندی بھرے ہاتھوں کو جذب کے عالم میں سونگھتے ہوئے وہ بہک رہا تھا اور ہانی کا چہرہ فق ہونے لگا تھا۔

⋄⋯⋯☆⋯⋯⋄

سفر کی ساری تھکن بھلائے وہ اپنے خوبصورت اپارٹمنٹ کا جائزہ لیتی واپس لاؤنج میں آئی تھی۔

''یہ کتنی خوبصورت جگہ ہے زارون! مجھے یہ پورا شہر دیکھنا ہے''۔ وہ خوشگوار موڈ میں اس سے مخاطب تھی جو تیسرا بھاری بھرکم سوٹ کیس ایک طرف رکھ کر کاؤچ پر ڈھے گیا تھا۔

''کیا ہوا تھک گئے......؟'' دوپٹے کے پلو سے اس کی پیشانی پر ابھرے قطرے خشک کرتی وہ ہنسی تھی۔

''یہ سوٹ کیس بھی کم تھے تم تین چار اور ساتھ لے آتیں''۔ اس کا ہاتھ چہرے سے ہٹاتا وہ ناراضی سے بولا تھا۔

''غلطی ہو گئی اگلی بار خیال رکھوں گی''۔ وہ ہنستے ہوئے بولی تھی۔

''میں آپ کے لئے پانی لاتی ہوں''۔

''نہیں میں پہلے یہ سامان اسٹور روم میں رکھ دوں بعد میں آرام سے تم اسے ٹھکانے لگاتی رہنا''۔ بولتے ہوئے وہ سوٹ کیسز کی طرف بڑھا تھا۔

''میں بھی آپ کی مدد کرتی ہوں''۔ وہ فوراً قریب آ گئی تھی۔

''بہت مہربانی...... مگر میں نہیں چاہتا کہ آپ یہ سامان اٹھائیں اور بعد میں مجھے آپ کو اٹھانا پڑے''۔ سوٹ کیس ایک ہاتھ میں سنبھالتے ہوئے وہ شگفتگین لہجے میں بولا تھا۔

''نہیں یہ نوبت نہیں آئے گی'میں تو صرف آپ کے ساتھ اسٹور روم تک جا رہی ہوں تاکہ آپ اس مشقت میں خود کو تنہا نہ سمجھیں''۔ اس کا بازو تھامے وہ اطمینان سے بولی تھی۔

''یہ گیٹ کتنا جام ہو رہا ہے''۔ بمشکل اسٹور کا دروازہ کھول کر اندر جاتے ہوئے اس نے مزید دروازے کو کھولنے کی کوشش کی تھی۔

''شاباش...... شاباش''۔ ایک ہاتھ سے دروازے کو پکڑے اس نے دوسرے ہاتھ سے اندر آتے زارون کی پشت تھپتھپا کر حوصلہ افزائی کی تھی۔

''لائٹ آن کرو ہانی اور دروازے کے پیچھے ہی سوئچ بورڈ ہے''۔ زارون کی ہدایت پر اس نے سوئچ بورڈ دیکھنے کی کوشش کی تھی جو دروازہ اس کی گرفت سے نکلتا دھماکے سے بند ہو گیا تھا۔

''اتنے اندھیرے میں مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا''۔ ہراساں ہو کر اس نے کہا تھا' اس کے ساتھ ہی اس کی آواز حلق میں ہی گھٹ گئی تھی' ایک جھٹکے سے اسٹور کا دروازہ کھلا تھا' گرنے والے انداز میں باہر آتے ہوئے وہ لڑکھڑاتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی تھی' دھونکنی کی طرح چلتی سانسوں کے درمیان پیروں کے پاس گرا دوپٹہ اٹھا کر شانے پر ڈالتے ہوئے وہ سرخ چہرے کے ساتھ اب اسے ہی گھور رہی تھی جو گہرے سنجیدہ چہرے کے ساتھ اسٹور روم سے باہر آ چکا تھا۔

''بات مت کرنا اب مجھ سے''۔ ناراضی کے ساتھ وہ اسے تلقین کر رہا تھا۔

''آپ بھی اس بات پر عمل کیجئے گا''۔ وہ روہانسے انداز میں چیخی تھی جبکہ وہ فوراً ہی مسکراہٹ چھپائے وہاں سے چلا گیا تھا۔

☆

کچن سے فارغ ہو کر وہ کمرے میں آئی تو زارون سیل فون پر بات کرنے میں مصروف تھا' خاموشی کے ساتھ وہ ڈریسنگ کے سامنے آ کر بیٹھ گئی تھی' چہرے اور ہاتھوں پر لوشن کا مساج کرتے ہوئے وہ اس کی گفتگو ہی سن رہی تھی' بالوں کو پونی ٹیل کی شکل میں جکڑتے ہوئے وہ بیڈ کی سمت آئی تھی اور کوفت کے ساتھ اسے دیکھا تھا جس کی گفتگو طویل ہوتی جا رہی تھی اب اس کی باتوں کے درمیان وہ شدید نیند کے باوجود سو بھی نہیں پا رہی تھی چند لمحوں تک وہ بیزاری سے اسے دیکھتی رہی تھی اور پھر دھیرے سے اس کے قریب ہو گئی تھی جو بالآخر وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا' ہاتھ بڑھا کر اس نے ہانی کا سر اپنے شانے پر رکھ لیا تھا اور فون پر باتوں کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیا تھا' نیند سے بوجھل پلکوں کے ساتھ نیم دراز وہ ہر تھوڑی دیر بعد اس کا گریبان ہلا کر فون بند کرنے کا اشارہ کر رہی تھی جسے مستقل وہ نظر انداز کر رہا تھا دوسری جانب صبر کے ساتھ وہ چند لمحوں کے لئے رکی تھی اور پھر اس کا گریبان کھینچ کر ناک کے قریب کیا تھا۔ اور Cologne کی دلفریب مہک سانسوں میں اتارنی شروع کر دی تھی مگر یکدم ہی اس نے آنکھیں کھولی تھیں کہ وہ اپنا گریبان اس کی گرفت سے نکال کر اسے ٹھیک کرنے لگا تھا دوسری جانب وہ ڈھٹائی سے اس کا ہاتھ پرے ہٹاتی گریبان دوبارہ کھینچ چکی تھی' جس پر زارون نے دوبارہ اپنا گریبان چھڑانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا لیکن اگلے ہی پل اسے جیسے کرنٹ لگا تھا جب ہانی نے اس کا ہاتھ دانتوں میں دبایا تھا' بری طرح گڑبڑا کر اس نے سرعت کے ساتھ ہانی کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا جو اس کے کرنٹ کھانے پر کھلکھلائی تھی۔

''نہیں کچھ نہیں' میں ٹھیک ہوں...... تم کہو کیا کہہ رہے تھے''۔ اپنے دوست کو مطمئن کرتے ہوئے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا جو اپنے منہ پر سے اس کا ہاتھ ہٹانے کے لئے زور لگا رہی تھی۔

''کیا حرکت تھی یہ' تم دیکھ رہی تھیں میں بات کر رہا تھا اپنے دوست سے' تمہاری آواز اگر اس نے سن لی ہوگی تو کیا سوچا ہوگا اس نے''۔ وہ ناراضی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''سوری...... زیادہ تکلیف تو نہیں ہوئی تھی''۔ چہرے پر معصومیت سجائے وہ اس کے ہاتھ کی پشت سہلا رہی تھی اور بمشکل ہنسی روکی تھی جب وہ اس ناراضی سے ہاتھ چھڑاتا لائٹ آف کرنے کے لئے اٹھ گیا تھا۔

''آپ کیا بات کر رہے تھے جو اتنی طویل ہو گئی تھی......؟''

''اس نے ہم دونوں کو کل ڈنر پر انوائٹ کیا ہے''۔ وہ بتا رہا تھا۔

''تو آپ انہیں منع کیوں کر رہے تھے وہ کیا سوچ رہے ہوں گے''۔ وہ درمیان میں بولی تھی کہ گفتگو سنتے ہوئے کچھ اندازہ اسے بھی ہو گیا تھا۔

''میں چاہ رہا تھا کہ کل کا دن تو میں تمہارے ساتھ گزاروں' پرسوں سے مجھے آفس جوائن کرنا ہے' ویسے میں نے حامی بھر لی ہے کل ہم جا رہے ہیں اس کے گھر' اس کی وائف بھی مجھے شادی سے پہلے ہی اس چیز کی تاکید کر چکی تھی کہ دعوت پر آنا ضرور ہے''۔ وہ تفصیلاً بولا تھا۔

''کیا ہوا خاموش کیوں ہو......؟'' اس کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے زارون نے اپنے شانے پر دھرے اس کے چہرے کو اوپر کیا تھا۔

''آپ آفس چلے جایا کریں گے تو میں یہاں تنہا کیا کروں گی......؟'' سرخ مدھم روشنی میں اس کے خوابناک چہرے پر حزن پھیلا ہوا تھا۔

''مجھے سوچنا اور مجھے یاد کرنا''۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا اور دھیرے سے اس کی پیشانی پر بکھرتے نرم بال انگلیوں سے سمیٹتے ہوئے اس کے چہرے پر محبت کی مقدس مہریں ثبت کرنی شروع کر دی تھیں۔

☆

اپنے نام کی پکار پر اس نے ٹی وی آف کیا تھا۔

''جی مجھے یاد ہے کافی ٹائم ہو چکا ہے ورنہ اس وقت آپ مجھے کیسے یاد کر سکتے تھے''۔ کمرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس نے آواز لگائی تھی اور کچن کی سمت چلی گئی تھی۔ نیا شہر نیا ماحول اور یہ نئی زندگی سب اسے راس آ گیا تھا' وہ اپنے ماں باپ سے دور تھی مگر خوش تھی' اسے اپنے والدین پر فخر تھا کہ انہوں نے زارون جیسے شخص کو اس کا جیون ساتھی چنا تھا' وہ خدا کی شکر گزار تھی کہ اسے اتنی خوشیوں سے نوازا گیا تھا' اس کے ارد گرد سب کچھ مکمل تھا اور سب کچھ مکمل رکھنے میں اہم کردار زارون کا تھا' بہت خیال رکھنے والا وہ ایک نرم خو اور مہربان شخص تھا شاید اس کی ان ہی خوبیوں کی وجہ سے اس کے دوستوں کا سرکل کافی وسیع تھا' اسے زارون سے یہی شکایت تھی کہ وہ زیادہ وقت اپنے دوستوں کو دیتا ہے' اکثر رات میں سونے سے پہلے بھی اسے کسی نہ کسی دوست کی کال ریسیو کرنی پڑتی تھی حالانکہ زارون کا کہنا تھا کہ اس نے اب کافی کنٹرول کر لیا ہے' اور اس کی یہ بات اسے حیران کر دیتی تھی آج بھی وہ رات کے کھانے کے بعد فوراً ہی گھر سے نکل گیا تھا کیونکہ اس کا کوئی دوست مین گیٹ پر اسے پک کرنے آ چکا تھا' گھر واپس آنے کے بعد وہ اسٹڈی میں حسب معمول جا چکا تھا اور اب تک وہیں تھا' اسٹڈی روم میں داخل ہوتے ہوئے وہ بس اسے دیکھ کر رہ گئی تھی جو کمپیوٹر پر کام کرنے میں غرق تھا' کافی کا مگ ٹیبل پر رکھ کر وہ اس کے دائیں جانب چیئر پر آ بیٹھی تھی۔

''آج بھی لیٹ نائٹ کام جاری رہے گا آپ کا......؟'' کافی کا سپ لیتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔

''ہاں...... مگر میں کوشش کر رہا ہوں کہ یہ کام جلدی مکمل ہو جائے ورنہ مجھے نیند بھی نہیں آئے گی''۔ کافی کا مگ اٹھاتے ہوئے وہ بولا تھا۔

''آپ کام کو اتنا کیوں سوار کرتے ہیں خود پر' اصولاً تو آپ کو یہ فائلوں کے ڈھیر اور کمپیوٹر اپنے آفس تک ہی محدود رکھنے چاہئیں''۔

''ہاں اصولاً تو ایسا ہی ہونا چاہئے''۔ وہ غیر سنجیدہ لہجے میں بولا تھا۔

''آپ کو کچھ یاد ہے کہ آخری بار کب ہم باہر گئے تھے......؟'' وہ خشمگیں نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''مجھے سب یاد ہے ہانی! بس کچھ دن اور برداشت کر لو ابھی میں ایک اہم پروجیکٹ پر کام کر رہا ہوں اس کے بعد میں تمہاری یہ شکایت دور کر دوں گا''۔ وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

''آپ کو اپنا کام اس وقت ہی یاد آتا ہے جب آپ گھر میں ہوتے ہیں مگر اپنے فرینڈز کے لئے آپ سب کچھ بھول جاتے ہیں' اب تو یہی ہونے لگا ہے آپ کا سارا وقت اپنے کام کے لئے یا پھر اپنے دوستوں کے لئے ہوتا ہے''۔ اس کے خفگی سے کہنے پر زارون نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

''تمہیں اتنی شکایتیں ہو گئی ہیں مجھ سے' پہلے کیوں نہیں بتایا تم نے......؟'' وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔

''آپ کے پاس وقت ہی کہاں ہے میری کوئی بات سننے کے لئے' آج بھی آپ نے جتنی باتیں کی ہیں انہیں

انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے''۔ وہ سنجیدگی سے بولی تھی۔

''میرا وقت ہی نہیں' میں بھی مکمل تمہارا ہوں مگر کیا کروں دنیا کے جھمیلے آزاد کرنے پر تیار نہیں ہوتے' مگر میں پوری کوشش کروں گا کہ تمہیں آگے مجھ سے شکایت نہ ہو' اب میں اپنا کام کر سکتا ہوں......؟'' مسکراتی نظروں سے اجازت مانگ رہا تھا جبکہ وہ خاموشی کے ساتھ دوسری طرف متوجہ ہو گئی تھی کچھ دیر تک وہ ایسے ہی فائل کے اوراق پلٹتی رہی تھی پھر بیزاری کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی' جو ماؤز اور کی بورڈ میں الجھا کمپیوٹر اسکرین کی طرف ہی متوجہ تھا' چیئر پر پیر چڑھائے چہرے کے گرد ہاتھ رکھے وہ ایک ٹک کمپیوٹر اسکرین کو ہی دیکھ رہی تھی حالانکہ زارون نے اسے تلقین کی تھی کہ اسے سو جانا چاہئے مگر وہ ان سنی کئے وہیں بیٹھی رہی تھی پتا نہیں کتنا وقت مزید خاموشی سے سرک گیا تھا' نیند سے شدید بوجھل آنکھوں کے ساتھ اس نے وال کلاک میں وقت دیکھا تھا۔

''زارون! خدا کے لئے اب بس کر دیں وقت دیکھیں کیا ہو چکا ہے آپ کو صبح بیدار بھی جلدی ہونا ہے''۔ ضبط کی انتہا ہوئی تھی جو وہ زچ ہو کر بولی تھی۔

''بس کچھ دیر اور لگے گی' تم جا کر سو جاؤ''۔ اس کی جانب دیکھے بغیر وہ مصروف انداز میں بولا تھا۔

''آپ میری نہیں اپنی نیند کی فکر کریں' اسطرح تو آپ کی صحت خراب ہو جائے گی''۔

''ہانی! مجھے اس وقت خاموشی کی ضرورت ہے مجھے کام کرنے دو''۔ اس کے خشک لہجے پر ہانی نے ناگواری سے اسے دیکھا تھا اور فوراً ہی کمپیوٹر آف کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا مگر اگلے ہی پل اس کی کراہ بلند ہوئی جب زارون نے اس کا ہاتھ روکا تھا' سخت گرفت سے ٹوٹتی چوڑیاں اس کی کلائی میں چبھتی چلی گئی تھیں۔

''ہانی! میری بات سنو''۔ وہ اسے آواز دے رہا تھا جو تیز قدموں کے ساتھ اسٹڈی روم سے نکل گئی تھی۔

آنکھیں کھول کر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی جو اس کے قریب ہی بیڈ کے کنارے بیٹھ رہا تھا سرعت سے اس نے کمبل چہرے پر ڈالنا چاہا تھا مگر وہ اسی تیزی سے اسے روک گیا تھا۔

''ہاتھ مت لگائیں مجھے''۔ ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑاتی وہ تقریباً چیخی تھی اور واپس کمبل میں چھپتے ہوئے کروٹ بدل گئی تھی۔

''تمہیں چھونے کے لئے مجھے تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں ہے''۔ وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

''گڈ نائٹ''۔ کمبل میں چھپے اس کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے اس نے سرگوشی کی تھی۔

☆

پانی کے گھونٹ لیتے ہوئے اس نے ایک طائرانہ نظر ریسٹورنٹ کے پرسکون اور رومانوی ماحول پر دوڑائی اور پھر گہری سانس لے کر دوبارہ اسے دیکھا تھا' جو کھانے کے دوران سیل فون پر بات کرنے میں بھی مصروف تھا اس ریسٹورنٹ میں ابھی پندرہ منٹ ہی گزرے تھے جس میں یہ دوسری کال تھی' جسے وہ مزید پتا نہیں کتنا وقت دینا چاہتا تھا' بے دلی سے پلیٹ میں چمچہ ہلاتے ہوئے وہ سپاٹ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جو اس کی طرف متوجہ ہی نہیں ہو رہا تھا' بری طرح چونک کر زارون نے اسے دیکھا تھا جو اپنا بیگ شانے پر ڈالتی اٹھی تھی اور اس کی پکار پر توجہ دیئے بغیر داخلی دروازے کی سمت بڑھتی چلی گئی تھی تیز قدموں کے ساتھ وہ حیران پریشان اس کی طرف آیا تھا' جو پارکنگ میں ہی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

''ہانی! کیا ہوا اچانک جو تم اس طرح اٹھ کر آ گئیں......؟'' دنگ نظروں سے زارون نے اس کے بے انتہا سنجیدہ

چہرے کو دیکھا تھا۔

''مجھے کسی سوال کا جواب نہیں دینا' فوری طور پر گھر جانا ہے''۔ اس کے شدید غصیلے لہجے پر وہ کچھ بول نہیں سکا تھا کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا' جو تنے ہوئے چہرے کے ساتھ باہر ٹریفک کے سیلاب پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔

''تمہیں مجھ سے کوئی شکایت ہوئی ہے تو بتا دو' مگر اس طرح خاموش مت رہو' مجھے نہیں یاد کہ میں نے کچھ ایسا کیا ہے جو تم کھانا کھائے بغیر آ گئیں''۔ وہ حقیقتاً پریشان ہو کر پوچھ رہا تھا۔

''یہی تو مشکل ہے آپ کچھ کہتے نہیں ہیں' میرے لئے آپ کا وقت نکالنا کتنا مشکل ہے اس کا اندازہ مجھے اچھی طرح ہو گیا ہے آپ کے دوست' آپ کے مشغلے آپ کا کام بس اسی کے لئے بہت وقت ہے اسی میں خوش ہیں آپ' میرے لئے تو آپ کو خود پر جبر کرنا پڑتا ہے''۔

''غلط بات مت کرو ہانی! ایسا بالکل نہیں ہے میں تمہاری یہی شکایت دور کرنے کے لئے ہر کام چھوڑ کر تمہارے ساتھ آیا تھا''۔

''آخر اعتراف کر لیا ناں آپ نے کہ میری وجہ سے زبردستی آپ کو آنا پڑا تھا' ایک منٹ کے لئے بھی آپ کے چہیتوں نے آپ کو میری طرف دیکھنے کا وقت نہیں دیا''۔ اس کی بات کاٹتے ہوئے وہ بولتی چلی گئی تھی۔

''آپ جیسے مصروف بندے کے قریب کم از کم میں تو خوش نہیں رہ سکتی' پتا نہیں لوگ شادی کرتے ہی کیوں ہیں جب بیوی رکھنے کا طریقہ سلیقہ نہیں آتا''۔ اس کی جانب دیکھے بغیر وہ بلند آواز میں بڑبڑائی تھی' جبکہ وہ خطرناک سنجیدگی اور خاموشی کے ساتھ ڈرائیو کرنے میں مصروف تھا' یہ خاموشی اور تناؤ گھر آنے کے بعد بھی دونوں کے درمیان موجود رہا تھا' رات گئے بیڈ روم میں آتے ہوئے اسے حیرت سے ہانی کو دیکھا تھا' جو خلاف معمول کوئی میگزین پڑھنے میں مصروف تھی' ایک نظر ہانی نے اس پر ڈالی تھی جو ڈریسنگ کے سامنے بالوں میں برش پھیرتے ہوئے اسکے عکس کو ہی دیکھ رہا تھا۔

''میں لائٹ آف کر دوں......؟'' بالآخر وہ مخاطب ہوا تھا۔ جواباً وہ خاموشی سے لیمپ آن کر کے میگزین کی طرف متوجہ رہی تھی' لائٹ آف کر کے وہ واپس بیڈ کی سمت آ گیا تھا۔

''صبح پڑھ لینا ہانی! کافی رات ہو گئی ہے سو جاؤ''۔ وہ نرم لہجے میں بولا تھا جواباً وہ لاتعلق ہی رہی تھی۔

''میں تم سے بات کر رہا ہوں' کیوں اپنی آنکھوں پر ظلم کر رہی ہو میری امانت ہیں یہ' ادھر دو یہ میگزین......'' بولتے ہوئے زارون نے اس کے ہاتھ سے میگزین لینا چاہا تھا مگر اگلے ہی اسکے رد عمل پر دنگ ہوا تھا جب وہ میگزین ایک جھٹکے سے دور پھینک گئی تھی۔

''بس اب خوش ہیں آپ......؟'' وہ بلند آواز میں بولی تھی۔

''تم جانتی ہو تمہارا یہ رویہ میرے لئے کتنی اذیت کا باعث بن جاتا ہے' میری محبت کو میری سزا مت بنایا کرو''۔ اس کے لہجے میں کچھ تھا' جو ہانی کو سانپ سونگھ گیا تھا' مدھم روشنی میں وہ چند لمحوں تک اسے دیکھتی رہی تھی جو آنکھوں پر ہاتھ رکھے دراز تھا' مگر کچھ دیر بعد اسے آنکھوں سے ہاتھ ہٹانا پڑا تھا' اس کے شانے پر سر رکھتے ہوئے وہ اس کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگا رہی تھی۔

☆

سیل فون پر بات کرتے ہوئے ہانی نے ایک بار پھر مدد طلب نظروں سے اسے دیکھا تھا جو بالآخر اس کی

طرف آ گیا تھا۔

''بھابی! زارون آپ سے بات کرنا چاہ رہے ہیں''۔ عجلت میں بول کر اس نے فون زارون کے حوالے کر دیا تھا اور سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی' ابھی ایک گھنٹے تک اس کی ماں اسے فون پر احتیاطی تدابیر یاد کرواتی رہی تھیں ان سے فارغ ہوئی تو رائمہ نے فون پر اپنا لیکچر شروع کر دیا تھا۔

''زارون! میں تو اب سیل فون پھینکنے والی ہوں لینڈ لائن کنکشن تباہ کرنے والی ہوں' ان دونوں خواتین نے میرا دماغ ہلا کر رکھ دیا ہے ایسا لگ رہا ہے کہ میں دنیا کی پہلی اور انوکھی عورت ہوں جو......'' بولتے ہوئے وہ یکدم رک گئی تھی جبکہ پرفیوم کا اسپرے خود پر کرتے ہوئے زارون نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

''وہ دونوں تم سے دور ہیں اس لئے تمہارے لئے کچھ زیادہ حساس اور فکر مند ہو رہی ہیں مگر یہ اچھی بات ہے''۔

''آپ کو صبح شام فون پر ان دونوں کے لیکچر سننے پڑیں تو پتا چلے کہ کتنی اچھی بات ہے''۔ وہ خشمگین لہجے میں بولتی اس کی سمت بڑھ گئی تھی۔

''آپ کی واپسی کب تک ہوگی......؟'' وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

''میں جلدی واپس آ جاؤں گا ورنہ تمہیں چھوڑ کر جانے کے لئے میرا دل راضی نہیں ہو رہا''۔

''نہیں آپ کو جانا چاہئے آپ کے دوست کے ولیمے کی تقریب ہے وہ ناراض ہو جائیں گے''۔

''ہاں اس لئے تو جا رہا ہوں مگر میرے جانے کے بعد تم آرام کرنا اور ٹیبلٹس لازمی لینا میں چیک کروں گا''۔ اسے ساتھ لگائے دروازے کی سمت جاتے ہوئے وہ ہدایت کر رہا تھا' کال بیل کی آواز پر وہ حیران ہوتی کمرے سے نکلی تھی زارون کو گئے تو بمشکل آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا' دروازہ کھولتے ہوئے اس نے سوالیہ نظروں سے اس اجنبی چہرے کو دیکھا تھا۔

''میرا نام نایاب ہے' اور میں آپ کے بالکل اوپر والے اپارٹمنٹ میں رہتی ہوں''۔ وہ لڑکی کچھ جھجکتے ہوئے بتا رہی تھی جواباً مسکراتے ہوئے ہانی نے پورا دروازہ کھولا تھا اس کے ساتھ ہی اسے وہ دوسرا چہرہ بھی نظر آیا تھا جس نے اس کی آنکھوں کو ساکت کر دیا تھا' اتنا دلفریب ہوشربا حسن کہ اس کی آنکھیں اس چہرے سے نہ ہٹ سکی تھیں۔

''یہ میری بہن ہیں رباب''۔ نایاب نے اس کا تعارف کروایا تھا جو سنگ مرمر کی مورتی ہی دکھائی دے رہی تھی مگر اس کے شنگرفی لبوں پر مسکراہٹ کا نام و نشان تک نہ تھا کشادہ گھنیری پلکوں والی کانچ جیسی آنکھیں ہانی کے چہرے پر ہی ٹھہری ہوئی تھیں۔

''آپ اندر آ جائیں''۔ وہ خوش اخلاقی کے ساتھ ان دونوں کو اپنے ہمراہ لاؤنج میں ہی لے آئی تھی۔

''میں نے آپ دونوں کو یہاں پہلے کبھی نہیں دیکھا''۔ بولتے ہوئے ہانی نے ایک نگاہ اس پر بھی ڈالی تھی' جس کے حسین چہرے پر غرور رچ رہا تھا مگر اس کی خود پر جمی نظروں کے سرد تاثرات کو محسوس کرتے ہوئے وہ نروس ہو رہی تھی۔

''دراصل ہم تینوں یعنی میں' رباب اور میری والدہ کافی طویل عرصے کے لئے پنڈی اپنے ماموں کی طرف چلے گئے تھے' کیونکہ میری والدہ کافی بیمار تھیں اور کم از کم میرے لئے تو تنہا انہیں سنبھالنا بہت مشکل ہو گیا تھا' ہم شاید تین ماہ سے بھی زیادہ وقت گزار کر واپس آئے ہیں ہے ناں رباب''۔ نایاب نے اس سے بھی تصدیق چاہی تھی جو ہر چیز سے لاتعلق ہانی کا جائزہ لینے میں مگن تھی کوئی جواب دینا اس نے ضروری نہیں سمجھا تھا۔

''امی کی حالت ان دنوں بہت نازک تھی' گھر میں کوئی مرد بھی نہیں ہے امی کو ہاسپٹل منتقل کرنے میں آپ کے ہسبینڈ نے ہماری بہت مدد کی تھی''۔

''تمہیں کیسے معلوم کہ یہ اس کی بیوی ہے......؟'' پھنکارتی آواز پر ہانی نے دنگ ہو کر اس قیامت خیز حسن کو دیکھا تھا جبکہ نایاب کا رنگ بھی ایک پل کو فق ہوا تھا۔

''دراصل رباب کو معلوم نہیں ہے میں نے اسے بتایا نہیں تھا کہ......'' نایاب نے فوراً ہی ہانی کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

''جب وہ کراچی جا رہے تھے تو لفٹ میں میری ان سے ملاقات ہوئی تھی انہوں نے مجھے اپنی شادی کے بارے میں بتایا تھا اور آپ کے بارے میں بھی...... آپ کا نام ہانی ہے......؟'' نایاب نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا جو اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بری طرح الجھ کر اسے بھی دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں سے اسے اب چنگاریاں سی نکلتیں دکھائی دے رہی تھیں۔

''دو دن پہلے ہی ہم واپس آئے ہیں' کل میں نیچے پارک میں واک کر رہی تھی تو ٹیرس پر آپ مجھے نظر آئی تھیں' اس کے بعد میں رہ نہ سکی تو ملنے آ گئی اور ساتھ میں رباب کو بھی گھسیٹ لائی''۔ نایاب بتا رہی تھی جبکہ ہانی کی نظریں بار بار اس کی طرف جا رہی تھیں جو اب اپنی جگہ سے اٹھ کر ارد گرد کا جائزہ لیتی بڑی بے نیازی کے ساتھ بیڈ روم کی سمت جا رہی تھی۔

''رباب! تم وہاں کیوں جا رہی ہو......؟'' نایاب کی نظر بھی اس پر پڑی تھی جو وہ بری طرح شرمندہ ہو کر اسے پکار گئی تھی۔

''کوئی بات نہیں...... ہم بھی وہیں چلتے ہیں''۔ بمشکل مسکراتے ہوئے اس نے نایاب سے کہا تھا۔

بیڈ روم میں داخل ہوتے ہوئے ہانی نے اسے دیکھا تھا جو قد آدم سائز کے سنہری فریم میں سجی تصویر کے سامنے کھڑی تھی۔

''یہ آپ کے ولیمے کی فوٹو ہے......؟ میں ٹھیک کہہ رہی ہوں''۔ صوفے پر بیٹھتے ہوئے نایاب نے پوچھا تھا جواباً اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

''جب ہی تو آپ کے ہونٹوں پر اتنی سحر انگیز مسکراہٹ ہے''۔ نایاب کے بے تکلفی سے کہنے پر وہ بس مسکرا کر رہ گئی تھی۔

''واقعی آپ دونوں کا کپل بہت زبردست ہے ہے ناں رابی......؟'' نایاب نے اس کی تائید چاہی تھی جو ابھی تک تصویر کے سامنے کھڑی تھی۔

''زارون کا کیا کہنا' وہ تو ہے ہی شاندار بندہ''۔ سرد آواز پر ہانی نے بری طرح چونک کر اسے دیکھا تھا جو یکدم پلٹ کر ہانی کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

''تم بھی خوبصورت لگ رہی ہو' یہ پارلر اور بیوٹیشنز بھی کمال کے جادوگر ہوتے ہیں عام سے چہرے کو بھی خاص بنا دیتے ہیں مگر وقتی طور پر''۔ عجیب سے طنزیہ لہجے میں بولتی وہ ہانی کے سامنے آ بیٹھی تھی اور پیر پر پیر ایک ادا سے رکھ لیا تھا' دنگ نظروں سے ہانی نے اس کی آنکھوں میں اپنے لئے تمسخرانہ تاثرات دیکھے تھے۔

''اسے تو ایسے ہی مذاق کی عادت ہے' آپ اور زارون دونوں ہی بہت اچھے لگ رہے ہیں بلکہ مجھے تو آپ اس سادگی میں زیادہ خوبصورت لگ رہی ہیں''۔ نایاب کے فوراً ہی کہنے پر ہانی مسکرا بھی نہیں سکی تھی۔

"میں ابھی کچھ دیر میں آتی ہوں"۔ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے ہانی نے ایک نگاہ اسے بھی دیکھا تھا جس کی تیز نگاہیں ہانی کے سراپے پر گڑی تھیں، بیڈروم سے باہر آ کر اس کے قدم یکدم ہی رک گئے تھے کچھ تجسس کے ساتھ اس نے اندر سے ابھری آواز کو سنا تھا۔

"کیا ضرورت تھی تمہیں زارون کی اس طرح تعریف کرنی کی......؟" نایاب کی غصیلی آواز ابھری تھی۔

"جو تعریف کے لائق ہے اس کی تعریف کی جاتی ہے"۔ رباب کے لہجے میں تنفر تھا۔

"لیکن تم نے ہانی کے لئے اتنے گھٹیا الفاظ کیوں استعمال کیے......؟" نایاب مزید بولی تھی۔

"گھٹیا چیز کے بارے میں گھٹیا الفاظ ہی استعمال کیے جاتے ہیں"۔ رباب کے لہجے میں زہر ہی زہر تھا۔

"تم نے غور سے دیکھا ہے اسے...... مجھے یقین نہیں آ رہا کہ زارون جیسے انسان کا ٹیسٹ اتنا گھٹیا بھی ہو سکتا ہے، کیا کمی تھی مجھ میں جو اس کچرے کے ڈھیر کو اٹھا لایا اپنے گھر میں"۔ رباب کی غراہٹوں پر ہانی کے چہرے کا رنگ سفید پڑنے لگا تھا۔

"رابی! خدا کے لئے خاموش ہو جاؤ، وہ کسی بھی لمحے واپس آ سکتی ہے"۔ نایاب نے زچ ہو کر کہا تھا۔

"تو آنے دو میں تو بتانا چاہتی ہوں اسے کہ اس کی اوقات کیا ہونی چاہئے تھی ایسی بھی کیا مجبوری تھی جو وہ اس تھرڈ کلاس لڑکی کے ساتھ زندگی گزار رہا ہے یہ لڑکی زارون کے لیول کی ہوتی تو مجھے صبر آ جاتا مگر مجھے تو لگتا ہے کہ اس کی کوئی کلاس ہی نہیں ہے تم نے اس کے ہاتھ دیکھے تھے چوڑیوں کی اتنی تعداد کہ بندہ کوفت میں مبتلا ہو جائے زارون کس طرح اسے برداشت کرتا ہے"۔

"بند کرلو اپنی آواز اسی لئے میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں لانا چاہتی تھی اب اگر تم نے ایک لفظ بھی کہا تو میں اٹھ کر چلی جاؤں گی"۔ نایاب کی غصیلی آواز ابھری تھی، کچن کی سمت بڑھتے ہوئے اسے اپنے پیر من من بھر کے لگ رہے تھے دماغ ماؤف تھا بہت مشکل سے اس نے خود کو نارمل کیا تھا، کولڈ ڈرنک کے ساتھ جب وہ واپس بیڈروم میں آئی تو بالکل خاموش تھی، رباب اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"نایاب! تم فارغ ہو کر جلدی آ جانا، میں اب جا رہی ہوں عجیب سی گھٹن محسوس ہو رہی ہے یہاں"۔ نایاب سے کہتے ہوئے اس نے عجیب سی نظروں سے ہانی کے سپاٹ چہرے کو دیکھا تھا اور بیڈروم سے نکل گئی تھی۔

"آپ مائنڈ مت کیجئے گا، یہ ایسی ہی متلون مزاج ہے تھوڑی سی خود پسند بھی"۔ نایاب نے کچھ شرمندگی کے ساتھ اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا تھا۔

☆

کمرے میں داخل ہوتے ہوئے وہ رک کر اسے دیکھ رہی تھی جو ڈریسنگ کے سامنے موجود حسب معمول سونے سے پہلے بالوں میں برش پھیر رہا تھا اس کی نظروں کا ہی اثر تھا جو وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"تمہیں کچھ کہنا ہے......؟" اس کے خاموشی سے دیکھتے رہنے پر وہ کچھ حیران ہوا تھا۔

"نہیں"۔ سپاٹ لہجے میں وہ بولی تھی اور پھر عجیب سی نظروں سے اسے دیکھتی ٹیرس کی جانب بڑھ گئی تھی کچھ دیر تک وہ الجھی نظروں سے ٹیرس کے کھلے گلاس ڈور کو دیکھتا رہا تھا اور پھر خود بھی اسی جانب بڑھ گیا تھا۔

"یہاں کیوں آ گئی ہو تم......؟" بالآخر زارون نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

"آپ کو کوئی اعتراض ہے تو اندر چلی جاتی ہوں"۔ سپاٹ لہجے میں بولتے ہوئے ہانی نے اسے دیکھا تھا جو اس کے چہرے کے تاثرات پر مزید الجھا تھا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے......؟" بغور اسے دیکھتے ہوئے زارون نے اس کے چہرے کو چھوا تھا مگر وہ سرعت سے چہرہ پیچھے کر گئی تھی۔

"تمہیں کیا ہوا ہے ہانی......؟ میں جاننا چاہتا ہوں"۔ وہ پریشان نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا جو قطعاً اجنبی سی لگ رہی تھی۔

"کچھ نہیں...... میں ٹھیک ہوں"۔ اس کی جانب دیکھے بغیر وہ بولی تھی۔

"مگر مجھے تم ٹھیک نہیں لگ رہی ہو ضرور کوئی بات ہے جسے تم چھپا رہی ہو"۔

"آپ کو وہم ہو رہا ہے ورنہ کوئی ایسی بات نہیں"۔ اس سے نظر ملائے بغیر وہ مدھم آواز میں بولی تھی۔

"مجھے نیند آ رہی ہے، آپ یہاں کی لائٹس آف کرتے ہوئے آئیے گا"۔ اسے ہدایت کرتی وہ کمرے کی سمت بڑھ گئی تھی جبکہ وہ اس کے سرد انداز پر بس الجھتا ہی رہا تھا۔

☆

رات کی گہری خاموشی میں اس کی نظریں دیوار پر بجی اس تصویر پر ساکت تھیں، رباب کے الفاظ بار بار اس کے کانوں میں گونج رہے تھے، گردن موڑ کر اس نے زارون کو دیکھا تھا جو اس وقت گہری نیند سو رہا تھا، کسی چھوٹے سے بچے کی طرح پرسکون اور معصومیت سے لبریز نظر آتے چہرے کے پیچھے دوسرا چہرہ کتنا بھیانک ہوگا"۔ اس نے خود سے سوال کیا تھا دھیرے سے اٹھ کر وہ ڈریسنگ کے سامنے جا رہی تھی اور بغور اپنے عکس کو دیکھا تھا۔

"ایسی بھی کیا مجبوری تھی جو وہ اس تھرڈ کلاس لڑکی کے ساتھ زندگی گزار رہا ہے"۔ پھنکارتی آواز اس کے اردگرد گونجی تھی۔

"کیا کمی تھی مجھ میں جو اس کچرے کے ڈھیر کو......"

"زارون کس طرح اسے برداشت کرتا ہے"۔ دھیرے دھیرے اپنی کلائیوں سے چوڑیاں اس نے اتارنی شروع کر دی تھیں، خالی کلائیوں سے نظر ہٹا کر وہ سپاٹ نظروں سے اسے دیکھتی بیڈ کی سمت آئی تھی ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھے دوسرا ہاتھ سینے تک موجود کمبل پر دھرے وہ بے خبر تھا، خود پر جمی نظروں سے جن سے وہ نیچے گرتا جا رہا تھا۔

☆

کافی کا مگ ٹیبل پر رکھ کر وہ خاموشی سے واپس پلٹتے ہوئے اس کی آواز پر رکی تھی۔

"میں چاہتا ہوں تم یہاں بیٹھو میرے ساتھ"۔ بغور اس کے تاثرات دیکھتے ہوئے وہ بولا تھا۔

"آپ کام کر رہے ہیں ڈسٹرب ہوں گے"۔ وہ بولی تھی۔

"اس سے پہلے کتنی بار میں تمہاری موجودگی پر ڈسٹرب ہوا ہوں......؟" وہ حیرت سے بولا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم اچانک ایسا کیا ہوا ہے جو تم مجھ سے دور رہنے کی کوشش کر رہی ہو، مجھے تمہاری خاموشی ضرور ڈسٹرب کر رہی ہے، تم مجھ سے کسی بات پر ناراض ہو تو بتاؤ مجھے"۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے"۔ وہ بمشکل بولی تھی۔

"اگر ایسی کوئی بات نہیں ہے تو کیوں تم اس طرح خاموش اور کھنچی کھنچی سی رہنے لگی ہو، مجھے یہ سب پریشان کر رہا ہے ہانی!"

''پتا نہیں' شاید مجھے سب کی یاد آ رہی ہے' اپنے گھر جانے کا دل چاہ رہا ہے''۔ اپنی ناگواری چھپاتے ہوئے وہ بیزار لہجے میں بولی تھی۔

''میں جانتا ہوں تمہیں اپنے گھر اور ماں باپ کی یاد آ رہی ہے' تم ان کے پاس جانا چاہتی ہو' میں خود تمہیں ان کے پاس لے جانا چاہتا تھا مگر تم جانتی ہو' ڈاکٹر نے تمہیں سفر کرنے کے لئے سختی سے منع کر دیا تھا۔

''میں جانتی ہوں''۔ سرد لہجے میں بولتی وہ واپس پلٹتے ہوئے پھر رکی تھی۔

''چوڑیاں کہاں ہیں تمہاری......؟'' اس کا ہاتھ گرفت میں لئے وہ پوچھ رہا تھا۔

''پہن لو دوبارہ' مجھے عادت ہو گئی ہے ان کی جلترنگ سننے کی''۔ وہ بولا تھا' جواباً وہ سرد مہری سے اپنا ہاتھ چھڑاتی اسٹڈی روم سے نکل گئی تھی۔

⟡⋯⋯☆⋯⋯⟡

ٹیرس پر آتے ہوئے اس نے اردگرد کا جائزہ بھی لیا تھا' موسم بہت خوبصورت اور خوشگوار ہو رہا تھا' مگر اس کا اثر دل کے موسم پر بالکل نہیں ہو رہا تھا' خالی خالی نظروں سے وہ پارک کی سرسبز گھاس میں چہل قدمی کرتی خواتین اور کھیلتے بچوں کو دیکھ رہی تھی دوپہر مکمل نہیں ڈھلی تھی مگر دھوپ کا کہیں اتا پتا نہیں تھا' آسمان پر سیاہ بادلوں کے ٹکڑے منڈلا رہے تھے صبح ہونے والی بارش نے ماحول میں خنکی بڑھا دی تھی' مدھم ہواؤں میں وہ کچھ دیر تک کھڑی رہی تھی اور پھر خود بھی گھر سے نکلنے کا ارادہ کیا تھا' سیاہ شال سر اور وجود کے گرد لپیٹے وہ پارک کی الگ تھلگ رکھی سنگی بینچ پر جا بیٹھی تھی' کچھ وقت گزرا تھا جب اس کی نظر دائیں جانب اٹھی تھی۔

اپنے دلکش سراپے کے ساتھ وہ قیامت کی چال چلتی ہانی کی سمت ہی آ رہی تھی جو یکدم اسے دیکھتے ہوئے ایک عجیب سے خوف میں مبتلا ہوئی تھی اسی بینچ کے دوسرے کنارے پر بیٹھتے ہوئے وہ ہانی کی طرف بالکل متوجہ نہیں تھی جو سراسیمگی کے ساتھ اس کی لانبی مخروطی انگلیوں میں دبے سگریٹ کو دیکھ رہی تھی۔

''اس نے کتنی بار تمہیں بتایا ہے کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے......؟'' سگریٹ کا ایک گہرا کش لینے کے بعد وہ اس سے پوچھ رہی تھی جس کے چہرے پر سگریٹ کے مرغولوں سے بھی زیادہ تاریک دھواں پھیل گیا تھا۔

''مجھے یقین ہے اس نے ایک بار بھی تم سے یہ جملہ نہیں کہا ہو گا زارون جیسا شخص محبت کے معاملے میں جھوٹ نہیں بول سکتا''۔ اس کے سرسری لہجے پر ہانی بس ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''اس نے کبھی مجھ سے یہ جملہ نہیں کہا مگر اس کی آنکھوں میں تو ہمیشہ......'' اس کے دل نے کچھ یاد کرنے کی کوشش کی تھی۔

''تمہیں اس چیز پر کوئی اعتراض ہونا بھی نہیں چاہئے' کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ اس نے تمہیں بیوی کا درجہ دے رکھا ہے''۔ وہ سامنے دیکھتے ہوئے تلخ لہجے میں بولی تھی۔

''حسین عورت مرد کی بہت بڑی کمزوری ہوتی ہے' باہر کی رنگینیوں اور عیاشیوں کے ساتھ وہ سمجھوتہ کر سکتا ہے کسی بھی معمولی اور بے وقوف عورت پر جو اس کی دلچسپیوں میں مداخلت کے بغیر اس کا گھر سنبھالتی رہے اس کی ضرورتوں کو پورا کرتی رہے مگر تم کب تک ایسی زندگی گزار سکو گی......؟'' وہ اب اس کی جانب دیکھ رہی تھی جو رکی ہوئی سانس کے ساتھ اس کی فتنہ انگیز حسین نقوش کو دیکھ رہی تھی۔

''کب تک تم خود کو سجا سنوار کر اس کے سامنے پیش کرتی رہو گی......؟'' وہ سوال کر رہی تھی۔

''تم واقعی قابل رحم ہو''۔ جلتا سگریٹ ایک طرف اچھالتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ تیز نظروں سے اس نے ہانی

کے اترتے ہوئے چہرے کو دیکھا تھا اور آگے بڑھ گئی تھی' ساکت نظروں سے اس نے ہانی کے اترے ہوئے چہرے کو دیکھا تھا اور آگے بڑھ گئی تھی' ساکت نظروں سے وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی جو کسی بھی مرد کا دل اپنی مٹھی میں ایک پل میں جکڑنے کی ساری صلاحیتیں رکھتی تھی۔ تیز ہوتی بارش کے ساتھ خنک ہواؤں کے جھکڑوں میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا تھا' پارک میں تنہا بیٹھی وہ کسی پتھر کی طرح ساکت تھی' اسے اپنا وجود منوں مٹی تلے دفن ہوتا محسوس ہو رہا تھا' رباب کا ایک ایک لفظ اسے سیسے کی طرح اپنے کانوں میں بار بار اترتا محسوس ہو رہا تھا' سخت سرد ہواؤں کے درمیان اس کا وجود کسی گلیشیئر کی طرح بن چکا تھا جب بارش کے شور میں اسے تیز ہارن کی آواز سنائی دی تھی اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے اس نے گرے سوک کی جانب دیکھا تھا' ڈرائیونگ سیٹ پر موجود شخص سے اسے بے انتہا نفرت محسوس ہوئی تھی' ایک بار پھر وہ ہارن کے ذریعے اسے اپنی طرف آنے کا سگنل دے رہا تھا' ہانی کا دل چاہا وہ سرپٹ بھاگتی چلی جائے اس شخص سے اتنا دور کہ وہ اس کے سائے تک بھی نہ پہنچ سکے تب ہی ہانی نے دیکھا وہ گاڑی سے اتر رہا تھا اگلے ہی پل وہ تیز قدموں کے ساتھ گھاس کا وسیع حصہ طے کرتی لفٹ کی جانب بڑھتی چلی گئی تھی' دروازے کا لاک کھولتے ہوئے اسے اپنا بازو سخت گرفت میں جکڑتا محسوس ہو رہا تھا ایک جھٹکے سے دروازہ کھولتا وہ اسے اپنے ساتھ لئے سیدھا لاؤنج میں آیا تھا۔

''کیوں اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی اذیت میں مبتلا کر رہی ہو تم...... یہ سب کر کے کیا ثابت کرنا چاہتی ہو تم......؟ کوئی ایک انسان بھی تمہیں اس خطرناک بارش میں لطف اٹھاتا دکھائی دے رہا تھا......؟'' وہ شدید غصیلے لہجے میں اس سے مخاطب تھا جو سر سے پیر تک شرابور جلتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''جس کنڈیشن میں تم صبح مجھے نظر آئی تھیں اس میں تم اس طرح گھر سے نکلنا افورڈ کر سکتی تھیں' تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے یا پھر تم مجھے پاگل کر دو گی''۔ تاسف زدہ لہجے میں وہ بولا تھا۔

''جاؤ' اب چینج کرو''۔ اس کے بھیگے وجود سے نظر چراتے ہوئے وہ پلٹ کر کمرے کی سمت بڑھا تھا۔

''ایسی کون سی مجبوری تھی جو آپ نے رباب جیسی لڑکی پر مجھے فوقیت دی''۔ سرد سرسراتی آواز پر وہ یکدم رک کر اس کی جانب پلٹا تھا۔

''کیا نام لیا تم نے ابھی......؟'' دنگ نظروں سے اسے دیکھتا وہ دو قدم اس کی جانب آیا تھا۔

''اتنی جلدی آپ اس کا نام کیسے بھول سکتے ہیں' جس سے بہت گہرا تعلق رہا ہو' یا پھر میرے سامنے انجان بننے کی کوشش کر رہے ہیں......؟'' وہ زہرخند لہجے میں بولی تھی۔

''اس نے کیا کہا ہے تم سے' وہ کہاں ملی تھی تمہیں......؟'' وہ سپاٹ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

''اس نے کیا کہنا تھا' اس حسین مورتی کے لبوں پر تو صرف آپ ہیں' آپ کا نام ہے اور اس چیز کے لئے مجھے فخر ہے آپ پر......'' استہزائیہ لہجے میں بولتی وہ کاٹ دار نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''وہ یہیں آپ کے گھر میں آ کر ملی تھی مجھے بڑے استحقاق سے وہ آپ کے بیڈروم میں چلی گئی تھی اور میں بہت عقیدت سے اسے دیکھتی رہ گئی تھی''۔ اسی لہجے میں بولتی ہوئی وہ اس کے قریب گئی تھی اور چند لمحوں تک خاموشی سے سر اٹھائے اس کی آنکھوں میں کچھ تلاش کرتی رہی تھی۔

''آپ کو یہاں رہتے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں' کیا آپ مجھے بتانا پسند کریں گے کہ تین سال میں کتنی بار وہ آپ کے بیڈروم میں داخل ہوئی ہے......؟'' اس کے چبھتے لہجے پر زارون کے چہرے کے تاثرات تن گئے تھے۔

''اس طرح خاموش رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے' جو نقاب آپ نے اپنے چہرے پر چڑھا رکھا تھا وہ اتر چکا ہے''۔ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ کاٹ دار لہجے میں بولی تھی۔

''اس وقت میرا کوئی لفظ تمہیں سمجھ نہیں آئے گا' بہتر ہے کہ مجھے خاموش رہنے دو''۔ سرد نظروں سے اسے دیکھتا وہ جانے کے لئے پلٹا تھا' مگر وہ سرعت سے واپس اس کا رخ اپنی طرف کر چکی تھی۔

''صاف کیوں نہیں کہتے کہ آپ کے پاس اپنی صفائی میں کچھ کہنے کے لئے نہیں بچا ہے' آپ جیسے مرد ہوتے ہیں جنہیں گھر میں سجا کر رکھنے کے لئے بیوی نام کا شوپیں چاہئے ہوتا ہے جو اف تک نہ کر سکے ان عیاشیوں پر جو وہ بڑی دلیری سے اس کی ناک کے نیچے ہی اڑا رہے ہوتے ہیں''۔ شعلہ بار نظروں سے اسے دیکھتی وہ بول رہی تھی۔

''تمہیں جو کچھ کہنا ہے کہو' مگر اس گھر سے اور مجھ سے دور جانے کی بات مت کرنا''۔ بمشکل ضبط کرتے ہوئے وہ بولا تھا اور پھر پلٹ کر کمرے کی سمت بڑھ گیا تھا دوسری جانب وہ شعلوں میں گھری چند لمحوں تک رکی تھی مگر اگلے ہی پل تیز قدموں کے ساتھ اس کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہو گئی تھی۔

''میرے دور جانے سے بھی کیا فرق پڑ جائے گا' موجود تو ہے آپ کی پرسان حال''۔ اس کے سامنے آتی وہ بھڑک کر بول رہی تھی۔

''میں کیوں رہوں اس غلاظت میں' میرا کیا قصور ہے' گھاٹ گھاٹ کا پانی تم پیتے رہے ہو''۔ اس کی بلند آواز پر زارون کے سرخ چہرے کے تاثرات سخت ہوئے تھے' ضبط کی انتہا ہوئی تھی اگلے ہی پل اس کے زناٹے دار تھپڑ پر وہ منہ کے بل نیچے گری تھی۔

''میں تمہیں کوئی صفائی نہیں دوں گا' تم اس عورت کے لفظوں پر آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئی ہو جسے تم جانتی تک نہیں ہو' کاش ایک پل کے لئے بھی تم نے ایسا اندھا اعتماد مجھ پر کیا ہوتا تو اس وقت میں زمین پھٹنے کا انتظار نہ کر رہا ہوتا''۔ زخمی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے وہ بولا تھا اور اگلے ہی پل کمرے سے ہی نہیں اپارٹمنٹ کی حدود سے بھی دور نکل گیا تھا۔

☆

فون پر امی کی پھنکاریں سنتے ہوئے وہ خاموش تھی مگر غم و غصے سے خون کھولتا جا رہا تھا' زارون کا چہرہ تک نہ دیکھنے کا عہد کرنے کے باوجود پچھلے تین دن سے وہ ایک ہی مطالبہ اس سے کر رہی تھی کہ وہ اپنے گھر جانا چاہتی ہے اور ہر بار اپنے مطالبے کو رد کئے جانے پر اس کی ضد بڑھتی جا رہی تھی آج بھی وہ صبح چیخ چلاتی رہی تھی اس پر جب تک وہ گھر سے نکل نہیں گیا۔ زارون کی مستقل خاموشی اسے اور غصے میں پاگل کر رہی تھی لیکن وہ ایک کام ضرور کر چکا تھا کہ اس کی ماں کو اس کی ضد سے آگاہ کر دیا تھا کہ ڈاکٹر کی تاکید کو نظر انداز کر کے وہ سفر کرنا چاہتی ہے' ریسیور پٹختے ہوئے وہ سیدھی اسٹڈی روم میں آئی تھی جہاں زارون کا زیادہ وقت گزرنے لگا تھا' کیونکہ اسے سامنے دیکھ کر وہ گھر کے کسی دوسرے کونے میں جا کر چھپ جاتی تھی۔

''کیا کہا ہے آپ نے میری ماں سے......؟ آپ ان کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپ کو میری بہت فکر ہے''۔ اس کے غصیلے لہجے پر وہ چند لمحوں تک اسے دیکھتا رہا تھا اور پھر دوبارہ کمپیوٹر اسکرین کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

''میں یہاں رک کر کیوں اس وقت کا انتظار کروں جب آپ خود مجھے دھتکار کے اپنے گھر سے نکالیں گے''۔ بہتے آنسوؤں کے ساتھ وہ چیخی تھی تب ہی کال بیل کی آواز گونجی تھی ایک تاسف بھری نگاہ اس پر

ڈال کر وہ اسٹڈی روم سے نکل گیا تھا' دروازہ کھولتے ہوئے اس نے حیران نظروں سے سامنے موجود نایاب کو دیکھا تھا۔

''سوری......اس وقت آ کر میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا......؟'' وہ جھجکتے ہوئے بولی تھی۔

''نہیں' آپ آ جائیں میں ہانی کو بھیجتا ہوں''۔ سنجیدگی سے بولتے ہوئے وہ جانے کے لئے پلٹ رہا تھا جب نایاب نے اسے روکا تھا۔

''میں بہت شرمندہ ہوں اپنی غلطی پر مجھے رباب کو آپ کے گھر تک آنے سے روکنا چاہئے تھا مگر مجھے اندازہ نہیں تھا کہ وہ ہانی سے ملنے کے بعد بھی......'' کچھ تذبذب کے ساتھ وہ بات مکمل نہ کر سکی تھی دوسری جانب کچھ بھی کہے بغیر وہ واپس کمرے کی سمت بڑھ گیا تھا' جہاں دروازے کے پاس ہی رک کر وہ تیز نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی دوسری جانب اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے نایاب اسے مخاطب بھی نہیں کر سکتی تھی جبکہ ہانی سنجیدہ چہرے کے ساتھ اسے ساتھ لئے ڈرائنگ روم میں آ گئی تھی۔

''میں کوئی تمہید باندھے بغیر آپ سے بات کروں گی' میں صبح آپ کی طرف آئی تھی زارون میرے سامنے گھر سے نکلے تھے انہوں نے مجھے نہیں دیکھا تھا جب میں گیٹ کی طرف آئی تو مجھے اندر سے آپ کی بلند آواز سنائی دے رہی تھی شاید آپ کو معلوم نہیں تھا کہ زارون جا چکے ہیں مجھے اندازہ ہوا تھا کہ آپ کا ان سے کوئی جھگڑا ہوا ہے شاید جھگڑے کی نوعیت سے بھی میں واقف ہوں اس لئے کم از کم آپ کے سامنے اس کے ارادوں پر پردے نہیں ڈالوں گی''۔ نایاب کے عاجزی کے کہنے پر وہ بس خاموش نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''اس وقت ہم اس شہر میں تنہا تھے میری والدہ شدید علیل تھیں ایسے وقت میں آپ کے شوہر نے ہماری مدد کی تھی' یہ میرے لئے شرم کا مقام ہے کہ اب میرے گھر کے کسی فرد کی وجہ سے ان کو کوئی نقصان پہنچے' میں نے رباب کو بہت سمجھایا کہ زارون کے گریز کے باوجود ان کی طرف قدم نہ بڑھائے' میں نہیں چاہتی تھی کہ رباب اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی ان کی نظروں میں گرا دے' آپ کے شوہر ایک مضبوط کردار کے حامل شخص ہیں ان کا قصور صرف اتنا ہے کہ انہوں نے رباب کی پیش قدمی کا کبھی خیر مقدم نہیں کیا''۔ ساکت نظروں سے وہ نایاب کو دیکھ رہی تھی جو اپنی جگہ سے اٹھ گئی تھی۔

''رباب کی شخصیت کے سحر نے آپ کو اگر کسی غلط فہمی میں مبتلا کیا ہے تو اسے دل سے نکال دیں مجھے یقین ہے آپ کو اپنے شوہر پر بہت بھروسہ ہوگا اور یہ بھروسہ ہی آپ کے گھر کو کوئی نقصان نہیں پہنچنے دے گا''۔ نایاب نے کہا تھا اور پھر خاموشی کے ساتھ ڈرائنگ روم سے نکل گئی تھی دوسری جانب چہرہ ہاتھوں میں چھپائے وہ زمین میں دھنستی چلی گئی تھی کس بھروسے کی بات کر گئی تھی نایاب جس سے نظر چراتے ہوئے ایک پل کو بھی اس کا دل نہیں کانپا تھا' کتنی سفاکی سے وہ اس شخص پر کیچڑ اچھالتی رہی تھی کچوکے لگاتی رہی تھی جس نے اسے اپنے دل کے سنگھار نس پر بٹھا رکھا تھا' کس طرح سامنا کر سکے گی وہ اس شخص کا جس کی نظروں سے وہ اپنی ذات کو گرا کر کسی کھائی میں اتر چکی تھی' پتا نہیں کتنا وقت گزرنے کے بعد اس کے بے جان وجود میں حرکت ہوئی تھی' لرزتے قدموں کے ساتھ وہ کمرے میں داخل ہوئی تھی مدھم سرخ روشنی میں وہ اسے بیڈ پر دراز نظر آیا تھا آنکھوں سے ہاتھ ہٹا کر اس نے دروازے کی سمت دیکھا تھا اور اگلے ہی پل دوبارہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا تھا' نم آنکھوں سے اسے دیکھتی وہ چند لمحوں تک اپنی جگہ ساکت رہی تھی اور پھر تھکے تھکے قدموں کے ساتھ بیڈ کی سمت آ گئی تھی۔

''میں آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں''۔ دھندلائی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے آواز حلق میں پھنسنے لگی تھی۔

''میں سونا چاہتا ہوں اور اس کے لئے مجھے خاموشی چاہئے''۔ آنکھوں سے ہاتھ ہٹائے بغیر وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔

☆

کچن سے باہر آ کر اس نے گیٹ کے پاس ہی نیچے آدھے اندر آئے اخبار کو اٹھایا تھا اور کمرے کی سمت بڑھ گئی تھی ایک بار پھر وہ دنگ ہوئی تھی کہ اتنا وقت گزر جانے کے باوجود زارون اب تک بیدار نہیں ہوا تھا' اس کے خوابیدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے ہانی کو کچھ عجیب سا محسوس ہوا تھا جو اس نے اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھا تھا' انگاروں کی طرح دہکتی پیشانی نے اسے تشویش میں مبتلا کیا تھا' مدھم پکار پر اس نے سرخ جلتی نیم وا آنکھوں سے ہانی کے پریشان چہرے کو دیکھا تھا اور دھیرے سے اس کا ہاتھ اپنی پیشانی سے ہٹاتا دوسری جانب موڑ گیا تھا' آہستہ سے اس پر کمبل ٹھیک کرتے ہوئے وہ دبے قدموں کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئی تھی' جانتی تھی کہ وہ اس وقت اس کی آواز بھی نہیں سننا چاہتا ہوگا' اس لئے نہیں چاہتی تھی کہ زبردستی اس کے قریب رہ کر اسے اتنے تیز بخار میں آفس جانے پر مجبور کر دے چاہتے ہوئے بھی وہ اس کی کیفیت معلوم کرنے کی ہمت نہیں کر سکی تھی' البتہ ہر تھوڑی دیر بعد جا کر اسے چیک ضرور کرتی رہی تھی دن چڑھے تک وہ اسے سویا ہوا ہی نظر آیا تھا' یقیناً یہ طبیعت کی خرابی کے باعث تھا ورنہ ہانی نے اب تک اسے چاک و چوبند ہی دیکھا تھا' صبح وہ ہانی کے جاگنے سے بھی پہلے بیدار ہوتا تھا اور رات گئے تک بھی اس کے چہرے پر تھکن کے آثار نہیں ہوتے تھے' سوپ کے باؤل میں اس نے بریڈ کے چھوٹے چھوٹے پیس ڈالے تھے اسکے ساتھ ہی بوائل انڈے وغیرہ ٹرے میں سجائے وہ کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی بیک کراؤن سے پشت لگائے وہ اخبار کے مطالعے میں مصروف تھا۔

''آپ کچھ کھالیں اس کے بعد ٹیبلٹس......''

''مجھے بھوک نہیں ہے''۔ اخبار پر ہی نظر جمائے وہ اس کی بات کاٹ گیا تھا دوسری جانب ٹرے اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی تھی اور پیالی میں سوپ نکال کر اس کے سامنے بیٹھی تھی۔

''تھوڑا سا سوپ پی لیں بس''۔ اس نے خود ہی اسے سوپ پلانا چاہا تھا مگر وہ اس کا ہاتھ ایک طرف ہٹا گیا تھا۔

''نہیں کچھ کھانا پینا' تمہارے ہاتھ سے تو بالکل نہیں''۔ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ بولا تھا اور بیڈ سے اتر کر ٹیرس کی طرف چلا گیا تھا' اترے چہرے کے ساتھ وہ ٹرے اٹھا کر خود بھی اس کے پیچھے ہی آئی تھی ٹیرس پر پھیلی ہلکی ہلکی دھوپ میں وہ ٹیبل کے گرد کرسی پر موجود تھا اس کی بند آنکھوں کو دیکھتے ہوئے ہانی نے ٹرے ٹیبل پر رکھ دی تھی۔

''رزق سے تو کوئی ناراضی نہیں ہے' آپ اپنے ہاتھ سے کھالیں''۔ مدھم آواز میں بول کر وہ ٹیرس سے چلی گئی تھی۔

☆

کشن سے سر اٹھا کر اس نے ایک بار پھر وال کلاک کی سمت دیکھا تھا اتنی رات ہو چکی تھی مگر وہ اب تک واپس نہیں آیا تھا' طبیعت کی ناسازی کے باوجود اسے شام کو گھر سے جاتے دیکھ کر وہ اسے روکے بغیر نہیں رہ سکی تھی مگر وہ ان سنی کئے خاموشی سے چلا گا تھا' دروازہ کھول کر وہ ایک طرف ہٹ گئی تھی جبکہ اس کی سوجی ہوئی آنکھوں اور ستے ہوئے چہرے پر ایک نگاہ ڈالتا وہ آگے بڑھ گیا تھا۔ اسٹڈی روم کے ادھ کھلے دروازے سے ہانی نے اسے دیکھا تھا جو کمپیوٹر اسکرین کی طرف متوجہ تھا' اس وقت بھی وہ جرأت نہیں کر پا رہی تھی بوجھل قدموں کے ساتھ وہ ٹیرس پر پھیلی

رات کی گہری تاریکی میں پناہ لینے آ گئی تھی' باؤنڈری کے پاس کھڑی وہ پارک کے درختوں کی شاخوں کو دیکھ رہی تھی جو تیز اور خنک ہوا میں لہراتے ہوئے عجیب سا شور برپا کر رہی تھیں' رخساروں پر پھسلتے آنسوؤں کو بار بار صاف کرتے ہوئے وہ ٹھٹھرتی خنکی سے یکسر لاتعلق تھی۔

''مجھے لگتا تھا کہ میں نے اپنی محبت سے تمہارا دل تمہارا اعتبار مکمل حاصل کر لیا ہے مگر میں کتنی بڑی غلط فہمی کا شکار تھا''۔ بہت قریب سے ابھرتی مدھم آواز پر وہ ایک پل کو ساکت ہوئی تھی اور پھر ندامت کے ساتھ چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا تھا اسے اپنے دائیں شانے کے گرد ایک مضبوط ہاتھ کا لمس محسوس ہو رہا تھا' جس کی گرمی اس کے یخ بستہ وجود کو پگھلائے جا رہی تھی۔

''تم سب کے لئے اچھی ہوگی مگر میرے لئے بہت بری ہو...... بہت زیادہ......'' اس کا رخ اپنی طرف موڑتے ہوئے وہ بول رہا تھا۔

''کوئی بھی انجان فرد تمہارے لئے قابل اعتبار ہو سکتا ہے مگر بس ایک میں بھروسے کے لائق نہیں تھا''۔ شکایتی لہجے میں بولتے ہوئے وہ اس کا ہاتھ چہرے سے ہٹا رہا تھا۔

''مجھے معاف کر دیں' میں واقعی بہت بری ہوں''۔ بھیگا چہرہ اس کے گریبان سے لگاتے ہوئے وہ بمشکل سسکیوں کے درمیان بولی تھی۔

''میں جانتا ہوں کہ تم میرے قریب میرے سائے کو بھی برداشت نہیں کر سکتی ہو''۔ اس کے ادھ کھلے نرم بالوں میں انگلیاں پھنساتے ہوئے زارون نے اس کا چہرہ اپنی طرف اٹھایا تھا۔

''آپ نہیں جانتے اس نے مجھ سے......'' اس کی بات ادھوری رہ گئی تھی جب زارون نے اپنا ہاتھ اس کے ہونٹوں پر رکھا تھا۔

''اپنے اور تمہارے درمیان کسی تیسرے غیر ضروری فرد کا ذکر میں بھی برداشت نہیں کر سکتا ہوں''۔ ادھورے چاند کی سرد روشنی میں چمکتی اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ بولا تھا۔

''آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے......؟'' وہ سراسیمگی کے ساتھ پوچھ رہی تھی۔

''اپنے رویئے سے جو اذیت تم نے مجھے دی ہے اس کا ازالہ کر دو گی پہلے......؟'' وہ پوچھ رہا تھا جواباً اثبات میں سر ہلاتے ہلاتے اس نے فوراً ہی نفی میں سر کو حرکت دی تھی' لیکن اگلے ہی پل بالوں پر سخت ہوتی گرفت پر وہ کراہ اٹھی تھی دھیرے سے مسکراتے ہوئے زارون نے اسے مزید قریب کرنا چاہا تھا' جب وہ سٹپٹا کر قدرے پیچھے ہٹ گئی تھی۔

''اب اس چیز کے لئے تو میں تمہیں معاف ہرگز نہیں کروں گا''۔ ناراضی کے ساتھ دھمکی دیتا وہ جانے کے لئے پلٹ گیا تھا۔

''ہم ٹیرس پر موجود ہیں زارون! اپنے فلیٹ کے ڈور پر نہیں''۔ کچھ پریشان ہو کر ہانی نے اسے یاد دلایا تھا جس پر وہ رکا تھا۔

''میرا قصور نہیں ہے' تم نے ہی میرے ہوش و حواس درہم برہم کر کے رکھے ہوئے ہیں''۔ خفت سے بولتا وہ اس کا ہاتھ تھامے کمرے کی سمت بڑھ رہا تھا۔ کھلکھلا کر ہنستی وہ اسے دیکھ رہی تھی' جس کے دل کی سلطنت پر ساری زندگی بس اس نے ہی تو حکومت کرنی تھی۔

☆